﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک18/مارچ 2005ء | 7/ صفر 1425ہجری قمری ۞ 18/امان 1384 ہجری شمسی | شمارہ 11

پردہ پوشی

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور پردہ پوشی سے کام لیا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ درگور لڑکی کو نکالا اور اسے زندگی بخشی۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الستر علی المسلم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یہ سلسلہ بیعت تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں ان کا غمخوار ہوں گا۔ اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہونگے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔'' (اشتہار۔یکم دسمبر 1888ء)

''اگر کوئی عمداً اِن شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار 12 جنوری 1889ء میں مندرج ہیں اور اپنی بے باکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا۔ یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں۔ اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے۔ اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں۔ اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور رُوح خبیث کی تسخیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس اِمارّہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو مَیں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا۔ اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اِس سلسلہ داخل ہونا بصدق قدم اختیار کرلیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کرونگا۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُن کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے کہ جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دیگا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے، اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔ فَالْحَمْدُ لَہٗ اَوَّلًا وَ اٰخِرًا وَ ظَاھِرًا وَبَاطِنًا۔ اَسْلَمْنَا لَہٗ۔ ھُوَ مَوْلٰنَا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْر ۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔صفحہ 196-198)

فرمودات خلفاء

ایک احمدی نوجوان کا بے مثال نمونہ

قومی شعائر کی حفاظت کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ابھی پچھلے دنوں خدام الاحمدیہ کا ایک جلسہ ہوا تھا۔ اس جلسہ میں باہر کی جماعتوں کی طرف سے بھی لوگ آئے تھے۔ اس میں ایک ایسے واقعہ کا مجھے علم ہوا جو ایک حد تک میرے لئے خوشی کا موجب ہوا اور مَیں سمجھتا ہوں جس نوجوان سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ اس لئے مَیں یہ واقعہ اپنے خطبہ میں بیان کر دیتا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ لاہور کے خدام جب جلسہ میں شمولیت کے لئے آرہے تھے تو اس وقت جبکہ ریل سٹیشن سے نکل چکی تھی اور کافی تیز ہو گئی تھی ایک لڑکے سے جس کے پاس جھنڈا تھا ایک دوسرے خادم نے جھنڈا مانگا۔ وہ لڑکا جس نے اس وقت جھنڈا پکڑا ہوا تھا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ اس نے دوسرے کو جھنڈا دے دیا اور یہ سمجھ لیا کہ اس نے جھنڈا پکڑ لیا ہے۔ مگر واقعہ یہ تھا کہ اس نے ابھی جھنڈے کو نہیں پکڑا تھا۔ اس قسم کے واقعات عام طور پر ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں بعض دفعہ دوسروں کو کہا جاتا ہے کہ پیالی پکڑاؤ اور دوسرا برتن اٹھا کر دے دیتا ہے۔ اور یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس نے پیالی یا گلاس پکڑ لیا ہوگا مگر اس نے ابھی ہاتھ نہیں ڈالا ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برتن گر جاتا ہے۔ اسی طرح جب اس سے جھنڈا مانگا گیا اور اس نے جھنڈا دوسرے کو دینے کے لئے آگے بڑھایا تو اس نے خیال کیا کہ دوسرے نے جھنڈا پکڑ لیا ہوگا مگر اس نے ابھی پکڑا نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جھنڈا ریل سے باہر جا پڑا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ چھوٹا لڑکا جس کے ہاتھ سے جھنڈا گرا تھا فوراً نیچے کودنے لگا مگر وہ دوسرا لڑکا جس نے جھنڈا مانگا تھا اس نے فوراً اسے روک لیا اور خود نیچے چھلانگ لگا دی۔ لاہور کے خدام کہتے ہیں کہ ہم نے اسے اوندھے گرے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ وہ مر گیا ہے مگر فوراً ہی اٹھا اور جھنڈے کو پکڑ لیا اور پھر ریل کے پیچھے دوڑ پڑا۔ ریل تو وہ کیا پکڑ سکتا تھا بعد میں کسی دوسری سواری میں بیٹھ کر اپنے قافلہ سے آملا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کا یہ فعل نہایت ہی اچھا ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی تعریف کی جائے''۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 313)

ادار یہ

’خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا‘

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ آپ کی شان خاتمیت اور آپ کے لازوال معجزہ ’قرآن مجید‘ کی برکت سے ایک ایسا روحانی انقلاب برپا ہوا جس کی تاریخ مذاہب میں کوئی اور مثال اور نظیر نہیں مل سکتی۔ اہل عرب جو آپ کے اوّل مخاطب تھے اپنے شرک و بت پرستی اور باہم اختلاف وافتراق کی نحوست سے دنیا میں کسی قابل ذکر مقام کے حامل نہ تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اخلاق و روحانیت کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے کہ دنیا ان سے راہنمائی حاصل کرنے لگی اور وہ اپنی غیر معمولی اعلیٰ صلاحیتوں کی وجہ سے اس وقت کی معلوم دنیا پر چھا گئے۔ ان کی اس حیرت انگیز کامیابی اور ترقی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سوچنا مشکل ہی نہیں محال تھا کہ یہ لوگ کبھی اس اعلیٰ مقام سے محروم ہو جائیں گے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے فرمودات کے مطابق آہستہ آہستہ یہ حالت ہوگئی کہ قرآن مجید کے محض الفاظ باقی رہ گئے اور اس پر عمل ختم ہو گیا۔ مسجدوں میں نمازی تو نظر آتے تھے مگر ان کی نمازیں خشیت و رقت سے محروم ہونے کی وجہ سے تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ کی بجائے وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ کی تفسیر بن گئیں۔ ایسے میں حضور اکرم ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

چوں دور خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند

خادم اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23/مارچ 1889ء کو لدھیانہ کے مقام پر بیعت کا آغاز فرمایا۔ سلسلہ بیعت کی حقیقت واہمیت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: ﴿وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ﴾ (آل عمران:56) یہ تسلّی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے تھا مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ، وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہوں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سُن لو میں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب ہو کر کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے۔ اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کاملؐ کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی اس کا اثر ہمارے نبی کریم ﷺ اور خود خدا تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجے سے گزر کر مطمئنہ کے درجہ تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص سے پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 65)

مامور زمانہ کی بیعت جس تبدیلی اور انقلاب کا تقاضا کرتی ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف پوست ہے مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ مغز ان کے اندر رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی۔ جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں......اسی طرح وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرہ سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔

اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جبتک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اور اسلام کا مدعی سچّا مدعی نہیں ہے......خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعوی پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں جب تک انسان اپنے آپ پر بہت سی موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔‘‘

خدا کرے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے اس بابرکت دور میں ہم ان علمی اور عملی خوبیوں اور صفات سے پوری طرح متصف ہو جائیں جو خدا تعالیٰ کی رضا اور اسلام کی گم شدہ عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کا موجب ہوں۔ آمین

(عبدالباسط شاہد)

منقبت

(در شان حضرت اقدس مہدیٔ دوراں و مسیح موعود علیہ السلام)

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اے بروز مصطفیٰؐ اے عکسِ نور جاوداں
لے رہا ہے تیرے دم سے اک نئی کروٹ جہاں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد زندہ و تابندہ ورخشندہ و پائندہ باد

تُو نے دی آواز رستے برکتوں سے بھر گئے
قُمْ بِاِذْنِیْ کیا سُنا ۔ صدیوں کے مردے جی اُٹھے
پیکرِ اعجاز ہے تُو قرن آخر کی زباں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد زندہ و تابندہ ورخشندہ و پائندہ باد

صاعقہ بن کر گرا تُو فتنۂ دجّال پر
تُو نے دی شہ مات دشمن کو اُسی کی چال پر
تُو ہے منصور و مظفّر بامراد و کامراں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ بادو زندہ باد زندہ و تابندہ ورخشندہ و پائندہ باد

تُجھ سے پہلے تھی گناہوں میں زمیں سمٹی ہوئی
زندگی بار ندامت کے تلے پستی ہوئی
تُو نے لکھی از سر نو حریّت کی داستاں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد زندہ و تابندہ و رخشندہ و پائندہ باد

عارفوں کو شاد کرتا ہے ترا علم الکلام
دشمنِ حق کے لئے وہ ایک سیفِ بے نیام
مطلع فکر و نظر کی آبرو معجز بیاں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد زندہ و تابندہ و رخشندہ و پائندہ باد

عشقِ قرآں کی تڑپ سے چُور ہے تیری نوا
آئینہ ہے راگ تیرا نشّۂ توحید کا
ساز ہے تیرا الگ اے مطرب قدّوسیاں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد زندہ و تابندہ و رخشندہ و پائندہ باد

اس طرح لپکی ہیں قومیں تیری جانب صف بہ صف
دوڑتے ہوں جیسے پیاسے ایک چشمے کی طرف
ساقیٔ آبِ بقا تُو ہے متاعِ تشنگاں
زندہ باد اے مہدیٔ دوراں مسیحائے زماں
زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد و زندہ باد زندہ و تابندہ و رخشندہ و پائندہ باد

(جمیل الرحمٰن ۔ ہالینڈ)

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

ہمدردیٔ خلق

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوابوں کی تعبیروں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھنی چاہئے جو عمدہ تعبیر بتلا سکے۔ آپ کہتے ہیں کہ:

’’مجھے ایک دفعہ خواب میں دکھلائی دیا کہ میری بیوی کے ساتھ کوئی نوجوان چمٹ کر سویا ہوا ہے۔ مجھے سخت غصّہ آیا۔ مَیں علے الصبح اٹھ کر دروازہ پر پہنچا۔ اور دادی ملازمہ کو آواز دی۔ حضور انور باہر تشریف لائے اور فرمایا میاں فضل الرحمٰن کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا حضور مَیں نے خواب میں دیکھا ہے، اس کے بعد رات بھر نہیں سویا۔ فرمایا: خَیْرٌ لَنَا وَ شَرٌّ لِاَعْدَائِنَا بتلاؤ۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں نے رات دیکھا ہے کہ کوئی نوجوان برہنہ میری بیوی کے ساتھ لپٹ کر سویا ہوا ہے۔ فرمایا: تمہارے گھر میں حمل ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا: لڑکا ہوگا۔ اور اس کو تم نوجوان دیکھو گے۔ سن کر مَیں واپس آ گیا۔ گلی میں حضرت قبلہ مولوی صاحب (حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ) ملے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ کیوں میاں خیر ہے؟ مَیں نے کہا رات خواب دیکھا تھا۔ حضورؑ کو سنانے گیا تھا۔ فرمایا کیا؟ ہمیں بھی سناؤ۔ مَیں نے سنا دیا۔ فرمایا حضرت صاحب نے یہی بتایا ہے نا کہ تمہارے گھر میں لڑکا ہوگا۔ تم تو آگ بگولہ ہو گئے ہو گے۔ بچہ نوجوان برہنہ بچہ ماں کا محرم ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے چمٹ کر سوتا ہے۔ انشاء اللہ بچہ ہوگا اور تمہاری زندگی میں جوان ہو گا۔ اس کے بعد وہ بچہ پیدا ہؤا۔ اور آج کل اولاد والا ہے۔ فالحمدللّٰہ رب العالمین۔

یہی بچہ جب تین سال کا ہوا تو اس کو ٹائیفائڈ ہو گیا۔ عید البقر کے دن اس کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ اس طرح جس طرح پہلے بچہ کی۔ نماز عید کا وقت قریب تھا۔ اس کی ماں نے کہا کہ جاؤ۔ حضور سے عرض کرو کہ اس کو دیکھ لیں۔ پھر آپ عید پر تشریف لے جائیں گے۔ میں دوڑا ہؤا دروازہ پر گیا۔ خدا کی قدرت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب دروازے پر کھڑے تھے۔ اس وقت حضورؑ بھی تشریف لائے۔ مجھے فرمایا میاں تمہارے بچہ کا کیا حال ہے۔ عرض کیا: حضور حالت خراب ہے۔ ایک دفعہ پھر حضور دیکھ لیں۔ فرمایا جاؤ ڈاکٹر صاحبان کو لے جاؤ۔ میں یہیں کھڑا ہوں۔ ڈاکٹر صاحبان میرے ساتھ گئے۔ اور بچہ کو ماں کی گود میں دیکھ کر شاہ صاحب نے تو وہیں کہہ دیا کہ اس کو دوائی دینے کی بھی تکلیف کیوں دیتے ہو۔ اس کی آخری حالت ہوگئی ہے۔ اس کی ماں رونے لگی اور میں ان کے ساتھ ہی باہر چلا آیا۔ حضورؑ اس وقت دروازہ پر کھڑے تھے۔ فرمایا کیوں میاں؟ عرض کیا: حضور یہ تو کہتے ہیں اب اس کو دوائی کی بھی تکلیف کیوں دیتے ہو۔ وقت نازک ہے۔ فرمایا: یونہی کہتے ہیں۔ ان کو کیا علم، جاؤ کیوڑا اور کاڑھا پلاؤ۔ ہم عید میں دعا کریں گے۔ وہ اچھا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ نعم البدل واپس نہیں لیا کرتا۔ مَیں اسی وقت کاغانی صاحب کی دوکان سے کیوڑا گاؤزبان کی بوتل لے کر گھر دے آیا۔ اور کہا کہ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ یہ پلاؤ۔ ہم عید میں جا کر دعا کریں گے۔ یہ اچھا ہو جائے گا۔ تم پلاتی رہو۔ میں بھی عید میں چلا ہوں۔ چنانچہ جب میں عید پڑھ کر واپس آیا تو وہ ماں کی گود میں بیٹھا تھا اور کھیل رہا تھا۔

۱۹۰۷ء میں میرے گھر میں دوسرا لڑکا عبدالحفیظ تولد ہؤا۔ سردیوں کا موسم تھا اور ان ایّام میں کثرت سے بچہ والی عورتیں مرض کزّاز سے فوت ہو رہی تھیں۔ چنانچہ جب بچہ غالباً تیس دن کا ہوا تو عصر کے وقت میری بیوی نے کہا میری گردن کے پچھلے حصّہ میں درد ہو رہا ہے۔ مَیں نے حضرت مولوی صاحبؓ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ حبّ شفا کھلاؤ۔ جب میں اس کے پاس لے کر گیا تو اس نے پوچھا کس نے دی ہے؟ مَیں نے کہا کہ حضرت مولوی صاحب نے۔ کہنے لگی کہ جاؤ، حضرت صاحب سے جا کر عرض کرو۔ حضورؑ نماز عصر سے فارغ ہوئے تو مَیں نے عرض کی۔ فرمایا، یہ تو بڑی خطرناک مرض ہے۔ جلدی سے اسے دس رتی ہینگ دے دو۔ اور مجھے دو گھنٹے کے بعد اطلاع دو۔ دو گھنٹہ میں اس کی تکلیف زیادہ ہوگئی۔ مَیں پھر حاضر ہؤا۔ فرمایا: جلدی دس رتی کونین دے دو اور مجھے دو گھنٹہ کے بعد پھر اطلاع دو۔ عشاء کے قریب میں پھر حاضر ہوا۔ عرض کی: کونین سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہؤا۔ فرمایا: دس رتی مُشک دے دو۔ مَیں نے عرض کیا: کہاں سے لاؤں؟ تو اندر سے ایک مٹھی بھر کر مشک لے آئے۔ میرے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ میں نے کرتہ کے دامن کو آگے کیا۔ آپ نے فرمایا جلدی وزن کر کے دس رتی دے دینا۔ میں نے آ کر وزن کیا اور دے دی۔ مریضہ نے بیان کیا کہ گردن کھچ گئی ہے اور تکلیف بڑھ گئی ہے۔ اب مجھے مت بلاؤ۔ میں گھبراہٹ میں پھر گیا۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے دالان میں لکڑی کی سیڑھی تھی۔ مَیں جلدی جلدی بدحواس ہو کر چڑھتا گیا۔ آپؑ نے اوپر سے آواز دی۔ میاں فضل الرحمٰن! عرض کیا: حضور حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔ فرمایا جلدی دس تولہ کسٹر آئیل دے دو اور پھر دو گھنٹے بعد اطلاع دو۔ کسٹر آئیل پلانے کے چند منٹ بعد اس کو ایک شدید قے ہوئی۔ پھر وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔ آنکھیں کھلی رہ گئیں اور مُنہ بھی کھل گیا، سانس بھی خطرناک طور پر چل رہا تھا۔ گردن پیٹھ کی طرف کھچ گئی تھی۔ ایسی ڈراؤنی حالت دیکھ کر مَیں بہت پریشان ہو گیا۔ اسی بدحواسی میں مَیں پھر بیہوشوں کی طرح سیڑھیوں پر پہنچا۔ آواز سن کر دروازہ پر تشریف لائے۔ فرمایا: کیوں؟ مَیں نے رو رو کر حالت عرض کی۔ فرمایا: تسلّی رکھو۔ دنیاوی ہتھیار تو سب چلائے۔ اب ایک ہتھیار دعا کا باقی ہے۔ تم جاؤ مَیں سجدہ سے سَر تب اٹھاؤں گا جب وہ اچھی ہو جائے گی۔ مَیں گھر میں آیا بچے سوئے ہوئے تھے۔ لیمپ جلتا تھا اس کا چہرہ دیکھا نہ جاتا تھا سخت ڈراؤنا تھا۔ سانس کی آواز دور تک سُنائی دیتی تھی۔ دالان میں پڑی تھی۔ مَیں ایک چھوٹی سی چارپائی لے کر اندر کی کوٹھڑی میں پڑ رہا کہ جب اللہ کے مامور نے خود ذمہ لیا ہے۔ کہ مَیں تب سر اٹھاؤں گا جب وہ اچھی ہو جائے گی۔ تو اب مجھے کیا فکر ہے۔ مَیں پڑ کر سو گیا۔ میری پائنتی کی طرف دیوار پر ساتھ کچھ برتن رکھے ہوئے تھے۔ ان کی آہٹ سے صبح کو میری نیند کھل گئی۔ مَیں نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگی کہ میری حالت بہت نازک ہوگئی تھی، مَیں سب کچھ دیکھتی اور سمجھتی تھی کہ آپ اندر آ کر سو رہے مگر بول نہیں سکتی تھی۔ قریباً دو گھنٹہ میں اسی حالت میں پڑی رہی کہ یکدم افاقہ شروع ہو گیا، اور اب مَیں خدا کے فضل سے اچھی ہوں گردن میں خفیف سا درد ہے جو شروع میں ہوا تھا۔ مَیں اسی وقت حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ فرمایا دو گھنٹہ کی متواتر دعا سے مجھے ایک گونہ تسلّی ہوگئی تھی۔ الحمدُ للّٰہ کہ اچھی ہے۔

(الحکم قادیان 7 تا 14 مارچ 1943 صفحہ 3 تا 4)

❁❁❁❁❁

حضرت شیخ محمد نصیب صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’مارچ اپریل 1908ء کا ذکر ہے کہ میری لڑکی امتہ اللہ جو میاں نصیر احمدؓ کی رضائی بہن تھی مرض خسرہ میں مبتلا ہوگئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کو دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے ہر روز دعا کے لئے یاد دلایا کرو اور اس کی حالت سے اطلاع دیا کرو۔ چنانچہ تعمیل کی جاتی اور آپ دعا فرماتے رہے۔ مگر قضاء وقدر کے سامنے کسی کی پیش نہیں جاتی۔ آخر 9/اپریل 1908ء کو یعنی حضور علیہ السلام کے وصال سے قریباً ڈیڑھ ماہ قبل فوت ہوگئی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ میری بیوی کی والدہ یہاں پہنچی۔ اس نے چاہا کہ اپنی لڑکی کو ہمراہ لے جائے تا کہ اس کا غم غلط ہو۔ مَیں نے حضرت اقدس کو لڑکی کے فوت ہونے کی اور اپنی ساس کے ارادے سے آگاہ کیا۔ اس پر حضرت اقدس نے ذیل کا خط مجھے لکھا:

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مَیں نے خط پڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت دعا کروں گا کہ خدا تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ مگر صبر شرط ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے ایک فعل پر حد سے زیادہ بے صبری کرتا ہے تو اپنے ثواب کو کھو بیٹھتا ہے۔ والدین کے گھر میں جانے کا مضائقہ نہیں مگر عورت کے لئے اپنے مرد سے زیادہ کوئی مونس وغمخوار نہیں ہوتا۔ چند روز کے لئے اگر چلی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ اس غم میں آپ اور وہ دونوں شریک ہیں پس کس طرح ان کو گوارا ہے کہ آپ کو اس غم کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلی جائیں۔ اور ہماری شریعت کی رو سے زیادہ غم آئندہ ملنے والے اجر سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے ابتلا ہیں جس کو چاہتا ہے بھیجتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے۔ غم حد سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ حد سے زیادہ غم مبارک نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ ہے اور ایمان کے برخلاف ہے۔ زیادہ آپ خود سمجھتے ہیں۔ اگر صبر اور استقامت سے مجھے یاد دلاتے رہیں گے تو مَیں دعا کروں گا۔

مجھے شک ہے کہ یہ اٹھرا کی بیماری ہے۔ اس میں بڑی دوائی جو میرے تجربے میں آ چکی ہے کہ میاں بیوی ڈیڑھ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں یعنی جماع سے پرہیز کریں بلکہ بھائی بہن کی طرح رہیں۔ دل پاک وصاف رکھیں اور دعا کرتے رہیں، تب یہ بیماری انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ دوسری دوائیں بھی دی جائیں گی۔ مجھے یاد دلانے پر نسخہ لکھ دوں گا۔ والسلام، مرزا غلام احمد‘‘۔

اس خط سے حضرت صاحب کی اس ہمدردی کا جو آپ اپنے خدام سے دکھ و درد کے وقت رکھتے اور اس کا اظہار فرماتے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کیا کسی والدین نے ایسی شفقت دکھائی ہے؟ آپ نے ہر طرح سے دلجوئی فرمائی۔

یہ خط مَیں نے پڑھا۔ گھر میں مستورات کو سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے سب کے دلوں کو تسکین بخشی اور صبر کی توفیق دی۔ میری ساس نے لڑکی کو ہمراہ لے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب نے جب یہ خط پڑھا تو مجھے خفا ہونے لگے کہ تم نے بے صبری دکھائی ہے۔ تبھی حضرت صاحب نے اس قدر لمبا خط لکھا ہے۔ ورنہ ان کی عادت نہیں۔ عرض کیا کہ مَیں نے تو صرف اطلاع کی تھی۔ یہ ان کے دلی درد کا اظہار ہے جو حضورؑ کے دل میں اپنے خدام کی تکلیف کے وقت پیدا ہوتا ہے۔

(الحکم قادیان جلد 42 بتاریخ 14/ جنوری 1939ء)

❁❁❁❁❁

حضرت شیخ محمد نصیب صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’صاحبزادہ مبارک احمد صاحب نے اپنی مرض الموت میں ایک چیز طلب کی جو قادیان میں نہ مل سکتی تھی اور اس کے لئے بہت ضد کی۔ حضرت بیوی صاحبہ نے عرض کیا کہ آپ فلاں چیز لے کر مبارک احمد کو کہہ دیں کہ لو مبارک وہ چیز آ گئی۔ وہ مان جائے گا اور خاموش ہو جائے گا۔ آپؑ نے ایسا تو نہ کیا البتہ اتنا کہا کہ ’’مبارک! اسی چیز کو تم وہی سمجھ لو‘‘۔ مگر وہ نہ مانا۔ ایسا اس واسطے کیا کہ آپ بچوں کو بہلانے میں بھی جھوٹ بولنا روا نہ رکھتے تھے‘‘۔

آپ کی ہی روایت ہے:

’’ایک شخص کو کسی دوسرے نے جھوٹا کہا۔ وہ اس پر آوازہ کس رہا تھا۔ حضرتؑ سن رہے تھے۔ فرمایا: اس شخص کو خدا سے ڈرنا چاہئے اور اس قدر خفا نہ ہونا چاہئے۔ غور کرے کہ کیا ساری عمر میں اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ خدائے ستار کی مہربانی ہے کہ اس نے ستر سے کام لیا اور اس کا جھوٹ ظاہر نہ کیا‘‘۔ (الحکم۔ قادیان جلد 42 بتاریخ 21/ جنوری 1939ء)

❁❁❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لگاؤ بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی عبادت اور محبت رسول ﷺ کی طرف تھا۔ نیز آپ کا اکثر وقت قرآن کریم کی تلاوت میں گزرتا تھا۔ اگرچہ اُس وقت آپ کے خاندان کے لوگوں کو دین کی طرف کوئی توجہ نہ تھی اور بڑا مشغلہ اس زمانہ میں کتوں کے ذریعے شکار تھا۔ مَیں نے بچپن میں خود اس نظارے کو دیکھا ہے کہ بعض لوگ جو آپ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ جنگلی بلّے وغیرہ کے شکار کے لئے نکلے۔ ان کے ساتھ متعدد کتّے تھے جو مختلف اقسام اور مختلف نسلوں سے تھے۔ ایک جماعت شکاریوں کی ساتھ تھی جن میں سے بعض سانسی اور چوہڑے وغیرہ تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ وہ کتّوں کی ڈوریاں تھامے ہوئے تھے۔ اور جب کسی کُتّے کو شکار پر ڈالا جاتا۔ تو وہ اپنی آوازوں سے ایک ہنگامہ برپا کر دیتے تھے اور اسی طرح یہ شکاری ایک درخت سے دوسرے درخت پر اور ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں بھاگے پھرتے تھے۔ یہ آخری وقتوں کا نظارہ ہے۔ جب کہ یہ مشغلے چراغ سحری کی طرح ٹمٹمارہے تھے۔

قادیان کے حالات لکھنے والے لوگوں نے لکھا ہے کہ اس زمانے کا بڑا مشغلہ بٹیر بازی اور مرغ بازی تھا۔ اچھے اچھے سن رسیدہ اشخاص کے ہاتھ میں بٹیر ہوتے تھے۔ جہاں ان کی پالیاں لڑائی جاتی تھیں اور یہ مشغلے عام طور پر ان لوگوں کے ہوتے ہیں جن کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہوتا یہ نظارہ بھی دھندلی شان میں میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ایسے زمانے میں جبکہ قادیان کے امراء اور عوام بڑے اور چھوٹے اس قسم کی ذلیل زندگی میں منہمک تھے۔ جس کا کوئی مقصد ہی نہ تھا، فضا مسموم تھی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عنفوانِ شباب میں ایک ایسی زندگی بسر کر رہے تھے گویا ان کا اس فضا سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب کی ایک روایت حیات النبی جلد دوم صفحہ 108 میں چھپی ہوئی موجود ہے کہ:۔

''آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں بلامبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار (10,000) مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔''

حضرت نانی اماں صاحبہ کی ایک روایت سیرت المہدی میں ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادیان میں بغرض مشورہ آئی ہوئی تھیں۔ تو اس وقت انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؑ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے ریل پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے تھے۔ مَیں نے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ میرزا صاحب (یعنی میرزا غلام مرتضیٰ صاحب) کا چھوٹا لڑکا ہے اور بالکل وَلی آدمی ہے۔ قرآن پڑھتا رہتا ہے۔

(سیرۃ المہدی صفحہ202)

ایک اور روایت ہے کہ آپ کبھی سفر پر جاتے تو سواری میں بیٹھ کر قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیتے اور قادیان سے بٹالہ تک ایک ہی صفحہ کھلا رہتا۔ یہ محبت قرآن کریم سے ایسی تھی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور قرآن کریم کو دیکھ کر آپ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اس سے اس عشق اور اس والہانہ کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو آپ کے اندر موجزن تھی۔ اس حالت میں جبکہ آپ کی تمام تر توجہ مذہب کی طرف تھی آپ کے قلب میں ایک اور تحریک پیدا ہوئی، اور وہ یہ کہ ان اعتراضات کو جانچا جائے جو عیسائیوں کی طرف سے اسلام اور رسول پاک ﷺ کی ذات پر لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں۔ اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔'' (الحکم جلد 5 نمبر 16)

گویا کہ یہ ۱۸۵۰ء کی بات ہے .... کہ آپ کا دردمند دل اس تکلیف کو محسوس کر رہا تھا کہ دشمنانِ اسلام کس بیدردی کے ساتھ اسلام پر اور آنحضرت ﷺ پر حملے کر رہے ہیں۔ آپ نے اس تکلیف کو دیکھا اور محسوس کیا اور آپ نے ان اعتراضوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور ان پر غور فرمایا۔ اس سے اس محبت اور عشق کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپ کو آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارک سے تھا۔ آپ کی بعد کی تصانیف اور عیسائیت کے متعلق پرشوکت علمی حملے اور تحدیاں سب اس حالتِ کرب کا نتیجہ تھیں جو ان کتابوں کو پڑھنے اور ان اعتراضات کو جمع کرتے ہوئے آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔

معلوم نہیں اس حالتِ اضطراب میں آپ نے کیسی کیسی دعائیں اسلام کے لئے کی ہوں گی۔ اور کس قدر درود اپنے آقا محمد ﷺ پر بھیجا ہوگا۔ اس کا اندازہ اس ایک امر سے ہی لگ سکتا ہے کہ آپ کے قلب کو آنحضرت ﷺ سے اس قدر شدید مناسبت اور اس قدر قُرب حاصل ہوا کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا مصداق ہو گئے۔ آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں کوئی جدائی نہ رہی۔ خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحبؓ مرحوم نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ:

''ایک بات مَیں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) کے متعلق ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً اس مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ میرزا صاحب نے بار بار اس مضمون کو دُہرایا۔ اور کہا کہ حضرت صاحبؑ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۰۰)

چنانچہ آپؑ خود اس امر کی یوں تائید فرماتے ہیں کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

در رہِ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

سبحان اللہ! کیا عشق رسول تھا۔

میرزا سلطان احمد جیسا انسان جو ہندوستان اور بلاد اسلامیہ اور یورپ کی سیاحت کر چکا تھا۔ پختہ کار ادیب، مصنف، شاعر، فلاسفر دنیا کے ہر قسم کے گھاٹوں پر گزر چکنے والا انسان جب یہ کہتا ہے کہ میں نے ایسا عشق کسی انسان میں نہیں دیکھا تو یاد رکھو وہ عشق کے تمام مدارج اور تمام کیفیات کو سامنے رکھ کر کہتا ہے۔ ان کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات ایک ایسے انسان کی بات نہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک بات کہہ گزرتا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ کہا کہ ایسا عشق تو مَیں نے کسی انسان میں نہیں دیکھا تو انہوں نے اس کیفیت کا بالکل صحیح نقشہ کھینچا ہے جو آپ کے قلب میں موجزن تھی۔ چنانچہ اسی عشق کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں ؎

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اوّل کسیکہ لافِ تعشّق زَند منم

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرنے والا نہ تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ؎

تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

(ماخوذ از الحکم قادیان)

محمدؐ کا خدا اپنا خدا ہے

وصالِ یار سے مجھ پر کھُلا ہے
محبت ہی محبت کی جزا ہے
ہمیں سچا سمجھتی ہے جو دنیا
شہادت در شہادت کا صلہ ہے
قسم اپنے شہیدوں کی ہے مجھ کو
کہ باقی اُن سے یادِ کربلا ہے
خدا دشمن کو بھی رکھے نہ پیاسا
مرے سوکھے ہوئے لب پہ دعا ہے
جو ناواقف ہیں ہم سے جان لیں وہ
محمدؐ کا خدا اپنا خدا ہے
جُدا اُن سے نہیں منزل ہماری
جُدا اُن سے ہمارا راستہ ہے
رہے گی حشر تک اُس کی شریعت
مرا مولا محمد مصطفیٰؐ ہے
غلام اُسؐ کا مگر آتا نہ کیسے
کہ دروازہ غلامی کا کھُلا ہے
ظفر جانے بھٹک جاتا کدھر کو
خلافت نے اُسے رستہ دیا ہے

(صابر ظفر)

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ہر حکم کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔

آنحضرتؐ نے اُمّت کو قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی تاکہ قرآن کریم کی تعلیم تمام دنیا میں رائج ہو جائے۔

(تلاوت قرآن کریم کی اہمیت وفضائل کا احادیث نبویؐ کے حوالہ سے پرمعارف تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 4/مارچ 2005ء بمطابق 4/امان 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
﴿رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾

(سورة البینہ آیت نمبر 4)

اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ کا رسول مطہر صحیفے پڑھتا تھا ان میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں۔قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔تو جس نبی پر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کامل اور مکمل تعلیم اتری اور جو خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کہلائے، جن کے بعد کوئی نئی شریعت آ ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس تعلیم پر کس قدر عمل کرنے والے ہوں گے، اس کا تصور بھی انسانی سوچ سے باہر ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کو سمجھا، وہ آپؐ ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا مکمل فہم اور ادراک حاصل ہوا۔ یہ آپؐ ہی کی ذات ہے جس کو اپنے پر اترنے والی اس آخری کتاب، اس آخری شریعت، کلام کے مطالب اور معانی کے مختلف زاویوں اور اس کے مختلف بطون کو سمجھنے کا کامل علم حاصل ہوا۔ گویا یہ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَؐ کی ذات ہی تھی جس نے اس خاتم الکتب کو سمجھا اور نہ صرف اس پر گہرائی میں جا کر عمل کیا بلکہ صحابہؓ کو بھی وہ شعور عطا فرمایا جس سے وہ اس کو سمجھ کر پڑھتے تھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس آخری کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی اور شریعت یا کتاب سے رہنمائی لی جائے۔ کیونکہ پہلوں کی باتیں بھی اس میں آ چکی ہیں اور آئندہ کی باتیں اور خبریں بھی اس میں آ چکی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خاتم النبیّین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو۔اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔ کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اسی قدر قوت وشوکت اس کلام کی ہوتی ہے‘‘۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کو ہر کوئی جانتا ہے کہ کس طرح آپؐ نے صحابہؓ میں پاک تبدیلیاں پیدا کیں۔ جو پاک تبدیلیاں صحابہؓ میں ہوئیں کہ راتوں کو جاگ کر محفلیں لگانے والے اب بھی راتوں کو جاگتے تھے لیکن راگ رنگ کی محفلیں نہیں جمتی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدوں میں راتیں گزرتی تھیں۔ پھر جو شراب کو پانی کی طرح پینے والے تھے انہوں نے جب خبر سنی تو نشے کی حالت میں بھی یہ نہیں کہا کہ پہلے پتہ کرو کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا۔ بلکہ پہلے شراب کے مٹکے توڑے گئے۔تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ہی تھی جس نے یہ انقلاب برپا کیا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس قدر کسی شخص کی قوت قدسی ہوتی ہے اسی قدر اس کا قوت وشوکت کا کلام ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی کیونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقعہ ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور تمام مقامات کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اور اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپؐ خاتم النبیّین ٹھہرے اور آپؐ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپؐ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالات تعلیم، کیا باعتبار ثمرات تعلیم، غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر یہ نظیر طلب کی ہے یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیاں، پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 26-27 جدید ایڈیشن)

تو جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ قرآن کریم ایک مکمل معجزہ ہے۔ اور یہی نہیں کہ اس میں مکمل تعلیم آ گئی اور یہ معجزہ ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معجزے کے ہر حکم کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا اور اس پر عمل

کر کے دکھایا تا کہ اپنے ماننے والوں کو بھی بتا سکیں کہ مَیں بھی ایک بشر ہوں، جہاں تک بشری تقاضوں کا سوال ہے۔لیکن ایسا بشر ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنا پیارا بنایا ہے۔اور اپنی طرف جھکنے کی وجہ سے پیارا بنایا ہے۔تم بھی اس تعلیم پر عمل کرو، میری سنت کی پیروی کرو اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے بنو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے حکموں پر کس حد تک عمل کرتے تھے۔اس بارے میں حضرت عائشہؓ کا مشہور جواب ہر ایک کے علم میں ہے کہ جب آپؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟۔پوچھنے والے نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ "فَاِنَّ خُلُقَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآن"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی تھے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب جامع صلاۃ الليل ومن نام عنه او مرض)

یعنی قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی۔قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد ادا کئے۔قرآن کریم میں جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کیا، ان کو بجالائے، ان کی ادائیگی کی۔قرآن نے جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو ترک کیا۔قرآن کریم نے روزوں کا حکم دیا، صدقات کا حکم دیا، زکوٰۃ کا حکم دیا۔آپؐ نے روزوں، صدقات اور زکوٰۃ کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔قرآن کریم نے معاشرے میں لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم دیا تو آپؐ نے نرمی کی وہ انتہا کی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔اگر اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاشرہ کے لئے سختی کا حکم دیا تو آپؐ نے اس کی بھی پوری اطاعت وفرمانبرداری کی۔غرض کون سا حکم ہے قرآن کریم کا جس کی آپؐ نے نہ صرف پوری طرح بلکہ اعلیٰ ترین معیار قائم کرتے ہوئے تعمیل نہ کی ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے، آپؐ کے آپس کے تعلق کی بہت اچھی طرح مثال پیش کی ہے۔کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو موتی ہیں جو ایک ہی سیپ سے اکٹھے نکلے ہیں۔قرآن کریم کی تعلیم کو جاننا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھ لو۔اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں معلومات لینا چاہتے ہو، اگر یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ آپؐ کے صبح وشام اور رات دن کس طرح گزرتے تھے، تو قرآن کریم کے تمام حکموں کو، اوامر ونواہی کو پڑھ لو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سامنے آ جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لئے اس پر کل دنیا کے لئے مقرر فرمایا۔مگر آپؐ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب ہے، اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے"۔(ملفوظات جلد 3 صفحہ 34 جدید ایڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم سے عشق اور محبت، اس کے احکامات پر عمل، اللہ تعالیٰ کی خشیت، اس بارے میں آپؐ کی سیرت ہمیں کیا بتاتی ہے؟ آپؐ کا قرآن کریم کو پڑھنے کے بارے میں کیا طریق تھا؟ اس بارے میں چند مثالیں احادیث سے پیش کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ میں نماز فجر پڑھائی آپؐ نے سورۃ مومنون سے تلاوت شروع کی۔یہاں تک کہ جب موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا.........تو شدت خشیت الٰہی کے باعث آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی شروع ہوگئی۔ اس پر آپؐ نے رکوع کیا۔(مسلم کتاب الصلاۃ باب القراءۃ فی الصبح)

تو یہ خشیت اس حد تک تھی کہ اپنی قوم کی بھی ساتھ یقیناً فکر ہوگی۔کیونکہ آپؐ کا دل تو انتہائی نرم تھا کہ جس طرح فرعون اور اس کی قوم تباہ ہوئے یہ لوگ بھی کہیں انکار کی وجہ سے تباہ نہ ہو جائیں۔اس بات پر اتنا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ذکر کیا ہے، جو مثالیں دی ہیں، تو انکار کی وجہ سے آئندہ بھی ایسے واقعات ہو سکتے ہیں۔تو کہیں میری قوم بھی اس انکار کی وجہ سے تباہ نہ ہو جائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾(الزمر: 68)۔کے بارہ میں دریافت کیا۔جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا۔اور قیامت کے دن زمین تمام تر اس کے قبضہ میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں جبار ہوں، میں یہ ہوں، میں یہ ہوں، اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی بیان کرتا ہے۔راوی کہتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات اس جوش سے بیان کر رہے تھے کہ منبر رسول اس طرح ہل رہا تھا کہ ہمیں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں منبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لئے ہوئے گر نہ پڑے۔

(المستدرک للحاکم کتاب التفسیر)

اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے آپؐ کا جوش غیر معمولی ہو جایا کرتا تھا۔کیونکہ آپؐ کی ذات ہی تھی جسے اللہ تعالیٰ کی جبروت اور قدرتوں کا صحیح ادراک تھا، صحیح علم تھا، صحیح گہرائی تک آپؐ پہنچ سکتے تھے۔ اور آپؐ ہی کی ذات تھی جس کے سامنے خدا تعالیٰ کی ذات سب سے بڑھ کر ظاہر ہوئی۔تو آپؐ کو پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا کیا قدرتیں ہیں اور طاقتیں ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کا اگر رحم نہ ہو تو یہ لوگ جو اس کی باتوں سے دور ہٹتے جا رہے ہیں، اس کے حکموں پر عمل نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑی طاقتوں کے مالک ہیں، اس پہ بڑا فخر ہے، اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ رہے ہوتے ہیں تو اُن کو وہ اس طرح تباہ و برباد کر دے جس طرح ایک کیڑے کی بھی شاید کوئی حیثیت ہو، ان کی وہ بھی حیثیت نہیں ہے۔

قرآن کریم جب نازل ہوا تو سب سے زیادہ آپؐ اس کو آسانی اور روانی سے پڑھ سکتے تھے اور اسی روانی میں اس کے مطالب کو بھی خوب سمجھ سکتے تھے۔لیکن اس کے باوجود آپؐ کا قرآن کریم پڑھنے کا طریق کیا تھا۔اس بارے میں حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد کتاب الوتر)

آپؐ کا قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں کیا طریق ہوتا تھا اس بارے میں اور بہت ساری روایات ہیں۔جن میں بیان کرنے والوں نے اپنے اپنے رنگ میں بیان کیا ہے۔اُن سے آپؐ کے حُسنِ قراءت کی اور بھی زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔

ایک روایت یَعْلٰی بن مَملک کی ہے کہ مَیں نے اُمّ المومنین اُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت قراءت مفسرہ ہوتی تھی۔یعنی ایک ایک حرف کے پڑھنے کی سننے والے کو سمجھ آ رہی ہوتی تھی۔(مشکوٰۃ المصابیح۔کتاب فضائل القرآن)

پھر حضرت اُمّ سَلَمَہؓ ہی ایک اور جگہ روایت کرتی ہیں۔آپؐ کے پڑھنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے آپ

سیٹلائٹ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھ کر توقف فرماتے۔ پھر ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے اور پھر توقف فرماتے، رکتے۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)۔ تو آپؐ اتنا غور کر رہے ہوتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہر ہر لفظ میں معنی پنہاں ہیں اس لئے بڑے ٹھہر ٹھہر کر غور کرتے ہوئے وہاں سے گزرتے تھے۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے تلاوت کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد کتاب التطوع)۔ اور یہ بلند آواز بھی اور آہستہ آواز بھی انہیں حدود کے اندر تھی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، جس سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی تلاوت کو کس طرح دیکھتا تھا۔ یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی چیز کو ایسی توجہ سے نہیں سنتا جیسے قرآن کو سنتا ہے جب پیغمبر اس کو خوش الحانی سے بلند آواز سے پڑھے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الوتر)

تو اللہ تعالیٰ کی اپنے پیارے نبی پر جو نظر ہے اس وقت پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے، جب وہ اپنا کلام اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے خوش الحانی سے سنتا ہے کہ دیکھو میرا پیارا میرے کلام کو کس خوف کس خشیت اور کس محبت کے ساتھ مکمل طور پر اس میں فنا ہو کر پڑھ رہا ہے۔

پھر حضرت حذیفہؓ سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب آپؐ رکوع کرتے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھتے اور جب سجدہ کرتے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے۔ اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو آپؐ رک جاتے تلاوت کے وقت، اور رحمت طلب کرتے۔ اور جب کوئی عذاب کی آیت آتی تو آپؐ رک جاتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الصلاۃ)۔ اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ یہ رحمت اور پناہ طلب کرتے وقت بعض دفعہ آپ کی روتے روتے ہچکی بندھ جایا کرتی تھی۔ آپؐ میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور پیار اور تعلق اور محبت اس طرح تھا کہ جس کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپؐ میں بڑھاپے کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۃ ھود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات اور ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ اور ﴿وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾، سورۃ تکویر وغیرہ نے بوڑھا کر دیا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الواقعۃ)

سورۃ ھود میں ان قوموں کا ذکر بھی ہے جو انبیاء کے انکار کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں اور آپؐ جو رحمۃ للعالمین تھے، آپؐ کا دل اس بات سے بے چین ہو جایا کرتا تھا کہ اب بھی کہیں انکار کی وجہ سے قوم پر عذاب نہ آ جائے۔ پہلے انبیاء تو صرف اپنی اپنی قوموں کے لئے ہوتے تھے، آپؐ تو کُل دنیا کے لئے نبی تھے۔ پس آپؐ کو اس زمانے میں اپنی موجودہ قوم کی بھی فکر تھی اور جو آئندہ آنے والی نسلیں ہیں اور دنیا کی تمام قومیں ہیں ان کی بھی فکر تھی، یہ لوگ عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ اور پھر اس وجہ سے آپؐ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے، گڑگڑاتے تھے، رحم مانگتے تھے۔ اور پھر اس سورۃ کی اس آیت نے بھی آپؐ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کر دی کہ ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا۔ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (ھود:113) کہ جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی قائم ہو جائیں جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ اور حد سے نہ بڑھو یقیناً وہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ صرف اس ایک حکم نے کہ ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ......﴾ (ھود: 113) نے ہی بوڑھا کر دیا۔ کس قدر احساس موت ہے آپؐ کی یہ حالت کیوں ہوئی؟ صرف اس لئے کہ تا ہم اس سے سبق لیں ورنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لئے اور اس پر کل دنیا کے لئے مقرر فرمایا۔ مگر آپؐ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ تو خود تو آپؐ کی زندگی پاکیزہ تھی ہی، اس فکر میں بڑھاپا آیا کہ دوسرے بھی یہ معیار حاصل کر سکیں گے یا نہیں۔ وہ بھی اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر سکیں گے یا نہیں۔ دوسرے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ان نیکیوں پر جن نیکیوں کا حکم ہے قائم ہو سکیں گے کہ نہیں، ان برائیوں سے جن سے رکنے کا حکم ہے بچ سکیں گے کہ نہیں، اس فکر میں آپؐ پر ایک عجیب حالت طاری رہتی تھی۔ پھر اسی طرح باقی سورتیں ہیں جن کے مضامین میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور آخری زمانے کی خبریں، لوگوں کی حالتیں نہ سدھرنے کی وجہ سے تباہیاں، دجّال اور یہ سب کچھ ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے یقیناً آئندہ کا زمانہ بھی دکھا دیا تھا اور آپؐ جو ہر ایک کے لئے رحمت تھے اس بات سے بے چین ہو جاتے تھے کہ دنیا کا کیا ہو گا، اور امت کا کیا ہو گا اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کیا۔ کیا کسی نے ایسا محسن انسانیت دیکھا ہے؟ جو قرآن کریم کے اس طرح سمجھنے کی وجہ سے کئی صدیوں دور کی حالت دیکھ کر بھی بے چین ہو رہا ہے۔ آپؐ کہتے ہیں مجھے اپنی تو کوئی فکر نہیں ہے۔ مجھے تو ان باتوں نے بوڑھا کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے دنیا میں ہو رہی ہیں اور دنیا میں ہونے والی ہیں۔ مجھے تو اس بات نے بوڑھا کر دیا ہے اور اس فکر نے بوڑھا کر دیا ہے، اور اس غم نے بے چین کر دیا ہے کہ کیوں دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف رجوع نہیں کرتی؟ پھر اور بہت ساری سورتیں ہیں۔ جن کی آپؐ بڑی باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے جن میں قوموں کی تباہی، ان میں شرک رائج ہونے اور توحید سے پرے ہٹنے یا قیامت کے آنے وغیرہ کا ذکر ہے۔ پھر ایسی سورتیں جن میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور توحید کا ذکر ہے، نیکیوں پر قائم ہونے کا ذکر ہے، برائیوں سے بچنے کا ذکر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا ذکر ہے، آخرین کے زمانے کا ذکر ہے، قربانیوں کا ذکر ہے جن میں مالی قربانیاں اور جانی قربانیاں ہیں، اور پھر یہ آپؐ کو نصیحت کہ آپؐ تو صرف نصیحت کرتے چلے جائیں، آپ کا کام نصیحت کرنا ہے۔ تو یہ سورتیں بھی بہت سی ہیں جن کی تلاوت آپ اکثر کیا کرتے تھے بلکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ تو ہم پہلی روایات میں دیکھ ہی آئے ہیں کہ آپؐ کے پڑھنے کا طریق کیا تھا۔ عذاب کی آیات یا الفاظ جہاں بھی آتے تھے آپؐ کانپ جایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی خشیت غالب آجایا کرتی تھی۔ اور پھر یقیناً آپؐ اسی صورت میں امت کے لئے دعائیں بھی کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات والی آیات سن کر، پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ غرض کہ عجیب انداز تھا، عجیب اسلوب تھا آپؐ کا قرآن کریم پڑھنے کا اور سمجھنے کا اور تلاوت کرنے کا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ عَبْدُاللّٰہ بن مُغَفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مَیں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ پر سوار سورۃ الفتح پڑھتے دیکھا۔ آپؐ بار بار ہر آیت کو دوہراتے تھے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الوتر)۔ اُس وقت آپؐ کے جذبات اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز تھے، اس کے شکر سے لبریز تھے۔ آپؐ کا سر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔ روایات میں آتا ہے جس اونٹ پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اس کی سیٹ کے اگلے حصے پر سر ٹِک گیا تھا۔ کیونکہ آپ کو اس فتح کے ساتھ آئندہ آنے والی فتوحات کے نشانات بھی نظر آ رہے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات اور زیادہ بڑھ گئے تھے۔

پھر سوتے وقت بھی آپؐ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دے کر سویا کرتے تھے۔ چنانچہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملاتے پھر ان میں پھونکتے اور ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے۔ پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے بدن پر ہاتھ ملتے اور آغاز سر اور منہ اور جسم کے اگلے حصے سے فرماتے اور تین دفعہ ایسا ہی کرتے تھے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل المعوذات)۔ گویا ایک ڈھال تھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی جس کو آپؐ اپنے اوپر اوڑھ لیا کرتے تھے۔ حالانکہ روایات میں آتا ہے کہ آپؐ کا سونا بھی جاگنے جیسا ہی تھا۔ کئی آدمی عموماً جاگتے ہوئے بھی سو رہے ہوتے ہیں۔ تو آپؐ کا تو یہ حال تھا کہ سوتے ہوئے بھی مسلسل دعائیں ہی کر رہے ہوتے تھے۔

پھر قرآن کریم کا علم جاننے والوں، حفظ کرنے والوں کی بھی آپؐ بے انتہا قدر کیا کرتے تھے کہ

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

انہوں نے خدا تعالیٰ کا کلام اپنے دل و دماغ میں بسایا ہوا ہے۔اس زمانے میں جب جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ جنگ احد میں بہت زیادہ شہادتیں ہوئی تھیں۔اس میں قرآن جاننے والے، اس کا علم حاصل کرنے والے بہت سارے حفاظ بھی شہید ہوئے تھے۔تو جب سب کی تدفین کا معاملہ پیش ہوا تو اس وقت آپؐ نے تدفین کے لئے ایک اصول وضع فرمایا جس کا روایات میں یوں ذکر آتا ہے کہ جنگ احد کے دن زخمی صحابہؓ نے شہداء کے لئے قبریں کھودنے کی بابت اپنی مجبوری عرض کی بہت سارے زخمی بھی ہو گئے تھے اور جو شہید ہوئے تھے وہ کافی تعداد میں تھے۔علیحدہ علیحدہ ان کے لئے قبر کھودنا بڑا مشکل تھا۔طاقت اور ہمت نہیں تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کشادہ قبریں کھودو اور انہیں عمدگی سے تیار کرو اور ایک قبر میں دو دو اور تین تین شہداء کو دفن کرو اور فرمایا ان شہداء میں سے مقدم اس شہید کو رکھو جو قرآن زیادہ جاننے والا تھا۔(سنن ترمذی کتاب الجہاد باب دفن الشہداء)۔ان کا بھی اس وقت احترام ہے۔شہید تو سارے ہیں لیکن قرآن زیادہ جاننے والے کو مقدم رکھو۔قرآن کریم سے عشق و محبت تو آپؐ کو تھا ہی کیونکہ آپؐ پر نازل ہوا تھا۔ جس کے اعلیٰ معیاروں کا مقابلہ کرنا تو ممکن نہیں ہے ہاں یہ معیار حاصل کرنے کے لئے حتی المقدور اپنی کوشش کرنی چاہئے۔کیونکہ آپ ؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اس شخص سے محبت تھی جو قرآن کریم عمدگی سے پڑھا کرتا تھا اور اس کو یاد کیا کرتا تھا۔اور قرآن کریم کو پڑھنے، شوق سے پڑھنے اور یاد کرنے کا شوق پیدا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے قرآن کریم سنا بھی کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی کیا مَیں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ آپؐ پر قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا جواب سن کر فرمایا: مَیں یہ پسند کرتا ہوں اپنے علاوہ کسی اور سے بھی قرآن کریم سنوں۔تو حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ نساء کی تلاوت کرنا شروع کی یہاں تک کہ میں آیت ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ۔ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ (النساء:42) پر پہنچا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔(بخاری کتاب فضائل القرآن) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔تو آپؐ کو اپنی اس گواہی پر، اللہ کے حضور اپنے اس مقام کا سن کر ایک خشیت کی کیفیت طاری ہوگئی تھی اور پھر یہ کہ میری اس گواہی کی وجہ سے جو ظاہر ہے ایک سچی گواہی ہونی ہے، میری امت کے کسی شخص کو سزا نہ ملے۔آپؐ کو اس گواہی پہ فخر نہیں تھا کہ مجھے تو بڑا مقام ملا ہے۔بلکہ فکر تھی۔اور اس فکر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر بھی ہوتی تھی کہ امت میں قرآن کریم پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے پیدا ہوں جس کے لئے آپؐ ہمیشہ تلقین فرماتے رہتے تھے۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرو اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دو۔اور اس کے الفاظ کو صحیح طریق سے پڑھو اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔اس کی وجہ سے کسی دنیاوی فائدے کی خواہش نہ کرنا۔ بلکہ خدا کی خوشنودی کے لئے اس کو پڑھنا۔(مشکوٰۃ المصابیح)۔یعنی صرف اس کو زبانی سہارا نہ بناؤ، قرآن کریم رکھا ہوا ہے اور پڑھ رہے ہیں۔بلکہ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔اس کے الفاظ و معانی پر غور کرو اور پھر اس کا پڑھنا خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو، نہ کہ ذاتی فائدے اٹھانے کے لئے جس طرح آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ جو صحابہ میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو۔اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ المصابیح ۔کتاب فضائل القرآن)۔یعنی قرآن کریم کو پڑھو بھی اس کی تعلیم کو پھیلاؤ بھی اور اس پر عمل بھی کرو۔دوسروں کو بھی بتاؤ۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کا حافظ ہے وہ ایسے لکھنے والوں کے ساتھ ہوگا جو بہت معزز اور بڑے نیک ہیں۔اور وہ شخص جو قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات پر شدت سے کاربند ہوتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہوگا۔(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ عبس)۔ تو زیادہ اجر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے۔اور عمل اسی وقت آئے گا جب اس کے مفہوم کو سمجھ سکیں گے۔اور آپؐ اس کی بار بار تلقین اس لئے فرماتے تھے کہ قرآن کریم پڑھو اور سمجھو کہ قرآن کریم کو گھروں میں صرف سجاوٹ کا سامان نہ بنا کے رکھو یا صرف یہی نہیں کہ پڑھ لیا اور عمل نہ کیا بلکہ عمل سے ہی درجات بلند ہوتے ہیں۔

پھر ایک اور ترغیب دیتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں کہ اونچی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسے لوگوں کے سامنے خیرات کرنے والا اور آہستہ آواز میں قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسا چپکے سے خیرات کرنے والا۔(سنن ابوداؤد کتاب التطوع۔ باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہوگی، جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی۔پھر جب اس کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا۔جس نے قرآن پر عمل کیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب ثواب قراءۃ القرآن)

دیکھیں آپؐ کو ہر وقت یہ لگن تھی کہ اس کتاب کو امت ہمیشہ پڑھتی رہے، اس پر عمل کرتی رہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ اس کو چھوڑ دے۔اور یقیناً اس کے لئے آپؐ دعائیں بھی کرتے تھے۔اور یہ جو درجات کی بلندی کے بارے میں فرما رہے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی آپؐ کو بتایا ہوگا۔اور اسی سے علم پا کر آپؐ نے بتایا ہے کہ اس کے درجات کی بلندی ہوگی۔اللہ کرے کہ آپؐ کی اس دلی تمنا کو امت سمجھے۔اور بھی بے شمار مثالیں ہیں جن میں آپؐ نے امت کو قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی ہے تا کہ وہ اعلیٰ اخلاق قائم ہو سکیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا حصہ بنایا ہوا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ امت بھی ان پر عمل کرے اور قرآن کریم کی تعلیم تمام دنیا میں رائج ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس بارہ میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن مجید وحی متلوّ ہے اور اس کا ہر حصہ متواتر اور قطعی ہے اور حتیٰ کہ اس کے نقطے اور حروف بھی۔خدا تعالیٰ نے اسے ایک زبردست اور کامل اہتمام کے ساتھ ملائکہ کی حفاظت اور پہرہ میں اتارا ہے۔پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کسی قسم کا دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور ہمیشہ اس بات پر مداومت سے عمل کیا کہ اس کی آیت آیت آپؐ کی آنکھوں کے سامنے اسی طرح لکھی جائے جس طرح نازل ہوتی تھی۔یہاں تک کہ آپؐ نے تمام قرآن کو جمع فرما دیا اور بنفس نفیس اس کی آیات کی ترتیب قائم فرمائی۔آپؐ ہمیشہ نمازوں وغیرہ میں اس کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ اور محبوب ربّ العالمین سے جا ملے‘‘۔

(ترجمہ عربی عبارت ’حمامۃ البشریٰ‘ روحانی خزائن جلد 7صفحہ 217)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تبصرہ کتب

ایم۔ایم۔طاہر

نام کتاب: 'دھوپ دشت اور میں'
شاعر: عبدالجلیل عباد
ناشر: مثال پبلشرز امین پور بازار فیصل آباد
سن اشاعت: نومبر 2004ء
تعداد صفحات: 164

شاعری جذبات و احساسات کے خوبصورت اظہار کا قدیم سے چلا آنے والا ذریعہ ہے۔ اس میں پیار محبت کے قرینے بھی موجود ہوتے ہیں اور یاس و ملال کی کیفیت کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ شاعر منظوم صورت میں جہاں اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہوتا ہے وہاں قاری کے لئے خیالات کی جولانی اور تفریح و تفکر کے میدان بھی پیدا کر رہا ہوتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''دھوپ، دشت اور میں'' جو خوبصورت سرورق اور اعلیٰ کاغذ پر طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہے اس میں شاعر نے اپنے جذبات کا اظہار خوبصورت انداز میں کیا ہے۔ ان کے خیالات میں غریب الوطنی کا درد بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے کیونکہ وہ گزشتہ تین دہائیوں سے اپنے وطن سے ہجرت کر کے مغرب میں آباد ہیں۔ مغربی ماحول میں اپنے قیمتی سال بسر کرنے کے باوجود ان کے خیالات میں مشرقی جذبات کی جھلک تیز تر نظر آتی ہے۔

شاعر کی شاعری کے بارہ میں سجاد حیدر آف جرمنی لکھتے ہیں: ''عبدالجلیل عباد اپنے شعری منظر نامے میں جہاں جذباتی اساس کو تخلیقی اثبات فراہم کرتے دکھائی دیتے ہیں وہیں ان کے واردات زمانی سے مصالحت نہ کر پانے کا احوال بھی آشکار ہوتا ہے۔ ''دھوپ، دشت اور میں'' کی شاعری دراصل عہد ہائے رفت گزشت کی باطنی سیاحت کا سفر نامہ ہے اور اس سفر میں میں دھوپ عبدالجلیل عباد کے لئے تازگی، زندگی، طہارت اور پاکیزگی کا استعارہ بنی ہے جبکہ دشت، جستجو کے تسلسل، رسائی اور نارسائی کے درمیانی فاصلے کے طور پر ان کے سامنے آیا ہے''۔

''دھوپ، دشت اور میں'' ادبی ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک مفید اضافہ ثابت ہو گی۔ کتاب میں موجود چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:۔

جن کی آمد پہ در و بام ہنسا کرتے ہیں
ان کے دیدار نصیبوں سے ہوا کرتے ہیں
کیا سناؤں مرے گل چیں تجھے روداد چمن
ترے آنے ہی سے یہ پھول کھلا کرتے ہیں
پیاس اس دشت کی کچھ اور بھڑک جاتی ہے
چھینٹے جب بھی کسی بادل کے پڑا کرتے ہیں

نہ سلیقہ ہے، نہ اظہار کی طاقت مجھ میں
بس کسی نام کی لکھی ہے عبارت مجھ میں
کر کے بند آنکھیں میں کر لیتا ہوں باتیں خود سے
آئینہ دیکھنے کی بھی نہیں طاقت مجھ میں

زمین کی شاخ پہ زخمی ہے پھر گلاب کوئی
فلک سے اترے گا اب کے یہاں عذاب کوئی
زمین کی کوکھ میں جلتا ہے جب کوئی برسوں
ہوا اٹھاتی ہے مٹی سے انقلاب کوئی
فصیل شہر کے درباں بدل بھی جاتے ہیں
ستم کا آتا ہے جب لینے کو حساب کوئی

سوکھی مٹی چیخ نہ جائے کہیں
آسمان کو منا لیا کرنا
ظلمتیں جب ترے مقابل ہوں
صبح صادق جگا لیا کرنا
سرد راتوں میں بیتی یادوں کی
سوکھی شاخیں جلا لیا کرنا

❀❀❀❀❀

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری**

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ (مینیجر)

ضرورت معاونین برائے جلسہ سالانہ U.K. 2005ء

نہایت مسرت کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ U.K. 2005ء کی بروز جمعۃ، ہفتہ، اتوار بتاریخ 29، 30 اور 31 جولائی 2005ء کے انعقاد کی منظوری عطا فرمائی ہے جو کہ امسال ٹلفورڈ اسلام آباد کی بجائے بمقام Rushmoor Arena - Aldershot منعقد ہو گا۔ جلسہ کے انتظامی امور کے لئے اس دفعہ زیادہ معاونین کی ضرورت ہے۔ خداوند تعالیٰ احباب جماعت کو یہ سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

گزارش ہے کہ ایسے مخلص دوست جو جلسہ کے موقع پر کوئی بھی خدمت بجا لا سکتے ہیں اپنے اپنے صدر صاحب جماعت کی وساطت سے اپنا نام مع مفصل کوائف جلد از جلد دفتر افسر جلسہ سالانہ U.K. میں ارسال فرماویں تا کہ ہنرمند/ غیر ہنرمند ہونے کی بنیاد پر ان سے خدمات حاصل کی جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ جلسہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت انعقاد کے لئے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد افسر جلسہ سالانہ U.K.)

بقیہ: تاریخ احمدیت سے 1905ء کے اہم واقعات از صفحہ نمبر 10

شامل ہیں۔ ۶۶ سال کی عمر میں اس قدر مصروفیت اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کی توحید اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں بجز خدا کے مامور و مرسل کے دوسرے کی زندگی میں قطعاً نہیں پائی جا سکتی۔ عصر کی نماز کے بعد عموماً حضور علیہ السلام کی صحت اچھی نہیں رہتی چکر آنے لگتے ہیں اس لئے مغرب اور عشاء کی نماز میں باہر تشریف نہیں لا سکتے بلکہ اندر ہی نماز پڑھتے ہیں۔ اور وہ بھی عموماً باجماعت۔ ناظرین سن کر حیران ہوں گے کہ ایسے موقع پر حضرت اقدس کسی نہ کسی لڑکے کو ہی ساتھ ملا لیتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

۵۔ باہر کی زندگی بھی انہی امور سے لبریز ہے۔ نمازوں میں شریک ہونے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ علی العموم نماز سے اول اور بعد کسی نہ کسی ذکر اور سلسلہ کلام میں تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا عام موضوع اور منشاء کیا ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق ایمان، خدا کی وحی پر پورا یقین، اپنی کامیابی اور الٰہی نصرتوں کی بشارت، خدا تعالیٰ پر پوری امید، خدام کو توبہ و استغفار کا وعظ، مغرورانہ زندگی سے بچنے کی ہدایت نمازوں کی پابندی اور تہجد کے التزام کی تعلیم باہم ہمدردی اور مساوات کا سبق، مخالفوں کی تقریروں اور دکھ دینے والی کارروائیوں پر صبر کی تلقین اور تفویض الی اللہ اور تسلیم کی نصیحت۔

۶۔ پھر بیرونی زندگی کے اوقات میں مبائعین کی بیعت لینا، مہمانوں سے ملاقات، ان کی مہمانداری کے لوازم اور شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا۔

یہ ہے مختصر سا نقشہ آپ کے معمولات کا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی دم بھی اس کریم النفس انسان کا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے بغیر گزرتا ہے؟۔

(الحکم ۳۰/اپریل ۱۹۰۵ء)

مولانا ابوالکلام کے برادر مکرم ابوالنصر مولانا غلام یاسین کی قادیان آمد

انہی دنوں جبکہ حضور خدام سمیت اپنے باغ میں قیام پذیر تھے مولانا ابوالکلام کے بھائی ابوالنصر صاحب قادیان تشریف لائے۔ وہ جو تاثرات اپنے دل میں لے کر گئے ان کا ذکر انہوں نے اخبار ''وکیل'' امرتسر میں شائع کیا۔ (حیات طیبہ صفحہ ۲۸۶)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

کیلشیئم فلوراٹم
(Calcium Floratum)

کیلشیم فلوراٹم (Calcium Floratum) ایسا نمک ہے جو ہڈیوں، دانتوں اور جلد کی نشو و نما کے لئے نہایت اہم ہے اور ہڈیوں کی بیماری "Osteoporose" اور دانتوں کی بیماری Zahnkaries سے تحفظ پہنچتا ہے۔ کیلشیم فلورائڈ (Calcium Floride) قدرتی طور پر قلمی شکل میں پایا جاتا ہے۔ اس کے رنگ مختلف ہیں۔ مثلاً زرد، سبز، نیلا، جامنی اور شیشے کی طرح صاف اور شفاف، کیلشیم فلورائڈ سے صرف ڈاکٹر شوسلر (Dr. Schußler) نے ہی استفادہ نہیں کیا بلکہ روائتی ہومیوپیتھی طریقہ علاج والوں نے بھی فائدہ اُٹھایا ہے۔

بائیوکیمک (Biocamic) اور ہومیوپیتھی (Homöopathie) میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہڈیوں، جوڑوں، ریشوں اور پٹھوں میں نشو و نما کی بے قاعدگی ہو تو استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی جگہ تو سختی کی زیادتی کو کم کر کے نرم کر دیتا ہے اور کہیں بہت نرمی ہو تو اس کا استعمال اعتدال کی حد تک سختی پیدا کر دیتا ہے۔ اس کو پرانے زمانے میں چینی حکماء اور اطباء مختلف بیماریوں میں علاج کے طور پر استعمال کراتے تھے۔ کیلشیم فلورائڈ مل کر دانتوں اور ہڈیوں کو طاقتور اور مضبوط بناتا ہے۔ دانتوں کو وقت سے پہلے گرنے اور ٹوٹنے سے بچاتا ہے۔ دانتوں کی بیماری Karies کے خلاف تحفظ دیتا ہے۔

ایک مشہور اور معروف ڈاکٹر (Dr.Jaedicke) جو ایک لمبا عرصہ ڈاکٹر شوسلر کلینک میں طبیب اعلیٰ کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ کیلشئیم فلوراٹم 6x میں دانتوں اور ہڈیوں کو سخت مضبوط کرتا ہے۔ یہ سختی اور مضبوطی کی موذی بیماری "Osteoporose" میں طریقہ علاج کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ جنیوا یونیورسٹی کے ایک تحقیق کرنے والے گروپ کے مطابق بھی کیلشیم فلورائیڈ Osteoporose بیماری میں مفید اور ممد ہے۔

جیسا ڈاکٹر شوسلر لکھتا ہے جسم میں کیلشئیم فلوراٹم کی کمی کا باعث جلد میں سختی، جسم میں خشکی، سر میں سکری، مہاسوں اور ناخنوں کی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح جسم کے مختلف حصوں میں جھریاں اور حمل کے دوران جسم پر دھاریاں پڑ جانا، جلد کا پھٹ جانا، ٹانگوں کے اوپر والے حصہ میں سختی کا پیدا ہو جانا، سوتے میں آنکھوں کا کھلا رہنا، بواسیر کی تکالیف کا پیدا ہو جانا اور ہڈیوں کے امراض کا پیدا ہو جانا۔ وغیرہ وغیرہ بھی کیلشیم فلوراٹم کی کمی سے ہوتا ہے۔

کیلشیم فلوراٹم (Calcium Floratum) کی D12 پوٹنسی استعمال کرنے سے اوپر بیان کردہ تکالیف اور بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ کیلشیم فلوراٹم کی مرہم بھی اکثر صورتوں میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ مثلاً اگیزیما اور چھائیوں کے دھبوں میں انتہائی بہتر نتائج پیدا کرتی ہے۔ مختصراً کیلشئیم فلوراٹم کی گولیاں یا مرہم کا چند ہفتوں تک استعمال بیماریوں اور تکالیف سے نجات بخشتا ہے۔ آنکھوں کے نیچے سیاہ یا نیلگوں حلقے وغیرہ بھی مرہم سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ایک 42 سالہ بواسیر کا مریض جو سخت دُکھ اور تکلیف میں تھا۔ D12 کو 12 ہفتے تک روزانہ تین بار استعمال کرنے سے شفایاب ہوا اور تمام تکالیف سے اُسے نجات ملی۔

(Günter H. Heepen, Postfach 4230, 78507 Tuttlingen کے مختصر مضمون سے تلخیص و آزاد ترجمہ)

(مرسلہ: راناسعید احمد۔ جرمنی)

❀❀❀❀❀

سوسال پہلے

تاریخ احمدیت سے 1905ء کے اہم واقعات اور تائیدات الٰہیہ پر ایک نظر

(حبیب الرحمن زیروی)

مقدمہ کرم دین میں کامیابی

۱۹۰۵ء کا آغاز اس مقدمہ کی فتح کے ساتھ ہوا جو مولوی کرم دین نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف دائر کر رکھا تھا اور جس میں ماتحت عدالت نے آپ پر پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا تھا۔ عدالت اپیل نے نہ صرف آپ کو بری کیا اور جرمانہ واپس دلایا بلکہ ماتحت عدالت کے فیصلہ پر سختی کے ساتھ ریمارک کئے کہ ایسے معمولی مقدمہ کو اتنا لٹکایا گیا ہے اور کرم دین کے متعلق بھی لکھا کہ وہ ان الفاظ کا پوری طرح حقدار تھا جو اس کے متعلق استعمال کئے گئے یہ کامیابی اس خدائی بشارت کے مطابق تھی جو پہلے سے حضرت مسیح موعودؑ کو دی جا چکی تھی۔

ڈویژنل جج امرتسر نے 7/جنوری1905ء کو حضرت اقدس کو ہر الزام سے بری کر دیا اور 24/ جنوری 1905ء کو گورداسپور کے سرکاری خزانہ سے جرمانہ واپس وصول کیا گیا۔

15/جنوری1905ء کوظہر کے وقت مقدمہ کی پیشگوئی کا اپنے الفاظ پر پورے ہونے کا ذکر رہا کہ خداتعالیٰ نے جو جو بات جس جس طرح الہام فرمائی ویسی ہی پوری ہو کر رہی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ان سب الہاموں کو الگ الگ ترتیب دے کر اور کچھ لکھ کر پھر دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے تو امید ہے کہ کسی کی ہدایت کا موجب ہوں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۲۴)

کانگڑہ میں قیامت خیز زلزلہ۔
قادیان، دھرمسالہ اور دوسری احمدی جماعتوں کی خدائی حفاظت

ابھی اس نئے سال نے زیادہ منزلیں طے نہیں کی تھیں کہ ۴/اپریل ۱۹۰۵ء کو شمالی ہندوستان میں ایک خطرناک زلزلہ آیا۔ اس زلزلہ کا مرکز ضلع دھرم سالہ کے پہاڑ تھے جہاں سب سے زیادہ تباہی آئی۔ مگر یہ تباہی صرف دھرم سالہ تک محدود نہیں تھی بلکہ پنجاب کے ایک بہت بڑے علاقہ میں بھی تباہی آئی اور ہزاروں جانیں اور لاکھوں روپے کی جائیداد تباہ ہوگئی اور ایک آن کی آن میں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نظارہ پھر گیا۔ یہ تباہ کن زلزلہ حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی کے مطابق تھا جو چند ماہ پہلے شائع کی گئی تھی اور جس کے الفاظ یہ تھے کہ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحِلُّھَا وَمُقَامُھَا یعنی عنقریب ایک تباہی آنے والی ہے جس میں سکونت کی عارضی جگہیں اور مستقل جگہیں دونوں مٹ جائیں گی۔ اور اس کے بعد ایک اور الہام میں بتایا گیا تھا کہ:۔

”دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شورِ قیامت برپا ہے اور موتا موتی لگ رہی ہے۔“

چنانچہ عین ان الہاموں کے مطابق جو کئی ماہ پہلے شائع کئے جا چکے تھے اس زلزلہ نے لوگوں کو یہ قیامت کا نمونہ دکھا دیا اور پیشگوئی بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

عجیب تر واقعہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا۔ حضور ۴/ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ”نصرة الحق“ یعنی ”براہین احمدیہ حصہ پنجم“ کا مسودہ لکھ رہے تھے۔ اس دوران میں جب حضور اس الہام تک پہنچے کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔“ حضورؑ یہ الفاظ لکھ کر اس کے پورا ہونے کا ثبوت درج کرنے کو تھے کہ زلزلہ آ گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 378)

الہامات میں حضور علیہ السلام کے مخلص خدام کی زلزلہ کے نقصانات سے بچاؤ کی واضح خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گو قادیان میں یہ زلزلہ تین منٹ تک پورے زور سے رہا۔ یہاں اس کا جھٹکا پہلے شرقاً غرباً اور پھر شمالاً جنوباً محسوس ہوا۔ اس کے بعد دن کے مختلف اوقات میں زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ مگر خدا کے فضل سے حضور علیہ السلام یا سلسلہ عالیہ کے مکانات وغیرہ کو کوئی خفیف سا نقصان بھی اس سے نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں دھرمسالہ کی احمدیہ جماعت باوجودیکہ زلزلہ کے مرکز میں واقع ہونے کے براہ راست زد میں تھی معجزانہ طور پر بالکل محفوظ رہی۔ بعض اور احمدی دوست بھی جو عارضی طور پر پالم پور گئے تھے۔ وہ بھی بچ گئے۔ یہی نہیں ضلع کانگڑہ کے سبھی احمدی افراد بالکل صحیح وسالم رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم ص ۳۷۸)

حضرت اقدس کا باغ میں قیام
(اپریل تا جون ۱۹۰۵ء)

چونکہ بار بار زلزلوں کے متعلق الہامات ہو رہے تھے اس لئے ۴/اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد آپ احتیاط کے طور پر اپنے مکان میں سے نکل کر اس باغ میں جا کر مقیم ہو گئے جو قصبہ کے جنوبی جانب واقع ہے اور کئی ماہ تک وہیں باغ میں ٹھہرے۔ جہاں خیموں کے انتظام کے علاوہ چند عارضی مکانات بھی تیار کرائے گئے تھے اور مقامی جماعت کے اکثر دوست بھی آپ کے ساتھ باغ میں چلے گئے اور اس طرح باغ میں ایک چھوٹا سا شہر آباد ہو گیا حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور دیگر احباب باغ میں رہنے لگے۔ اخبارات اور انجمن کے دفاتر بھی باغ میں منتقل ہو گئے اور متواتر تین ماہ تک آپ نے احباب سمیت اس باغ میں قیام فرمایا سارے مکین گویا ایک خاندان کے فرد تھے۔ ۲/جولائی ۱۹۰۵ء کو آپ واپس اپنے مکانوں میں تشریف لے گئے۔ (حیات طیبہ صفحہ 285)

انہی دنوں میں آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے اور زلزلوں کی بھی خبر دی ہے اور آپ نے لکھا کہ گو خدا کے الہام میں زلزلہ کا لفظ ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور زلزلہ ہی ہوگا بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور تباہی ہو جو اپنی ہلاکت میں زلزلہ سے مشابہ ہو۔ چنانچہ انہی ایام میں آپ نے وہ منظوم پیشگوئی شائع فرمائی جس میں ایک عالمگیر تباہی کی خبر دی اور یہاں تک لکھا کہ یہ تباہی ایسی خطرناک ہوگی کہ خون کی ندیاں چل جائیں گی اور عمارتیں مٹ جائیں گی اور لوگ اپنے عیش وعشرت کو بھول کر دیوانوں کی طرح پھریں گے حتیٰ کہ زارِ روس جیسے جلیل القدر بادشاہ بھی اسی وقت باحال زار ہوں گے چنانچہ آپ نے فرمایا۔ ؎

اِک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات وشہر اور مرغزار
آئے گا قہرِ خدا سے خَلق پر اک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر وزبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جنّ وانس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحالِ زار

یہ نظم حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپریل ۱۹۰۵ء میں لکھی اور اس کے نیچے یہ نوٹ لکھا کہ گو خداتعالیٰ نے الہام میں زلزلہ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن چونکہ بعض اوقات زلزلہ کا لفظ ایک بڑی آفت اور انقلاب پر بھی بولا جاتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ مصیبت عام زلزلہ کی صورت میں نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھاوے۔ اور بعد کے حالات نے بتا دیا کہ اس پیشگوئی میں جنگ عظیم کی طرف اشارہ تھا جس نے ۱۹۱۴ء میں ظاہر ہو کر گویا دنیا کا نقشہ بدل دیا اور ایسی خطرناک تباہی پیدا کی جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہیں ملتی۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ عین پیشگوئی کے مطابق اس زلزلہ عظیمہ نے زار کا بھی تختہ الٹ دیا۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۸)

زلزلہ کا دھکا

پروفیسر اموری اور اس کے ہم خیال سمجھتے تھے کہ دو سو سال تک کوئی زلزلہ آنے والا نہیں لیکن خداتعالیٰ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ۲۶ جولائی کی صبح کو جو زلزلہ آیا وہ بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی صورت میں وہ ۴/اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے کم نہ تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ ۴/اپریل کا زلزلہ بہت دیر تک رہا۔ اور ۲۶/جولائی ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بہت ہی کم عرصہ تک رہا۔ چنانچہ سول اینڈ ملٹری گزٹ رقمطراز ہے کہ ۲۶/جولائی کو ۴ بجے صبح کے شملہ میں ایک شدید زلزلہ آیا بہت لوگ خوف کے مارے اپنے مکان چھوڑ کر باہر نکل پڑے اور اگرچہ یہ زلزلہ بہت تھوڑی دیر رہا مگر اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ یہ زلزلہ بھی ۴/اپریل کے بعد سخت زلزلہ تھا۔ فیروزپور میں بھی اسی تاریخ ۳ بج کر ۵۰ منٹ پر زلزلہ آیا اور اسے بھی سخت بتایا جاتا ہے۔ مسوری میں بھی زلزلہ آیا۔ کیا ایسی حالت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ایک رنگ میں پوری نہیں ہوئی۔

(الحکم جولائی 1905ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے شب و روز

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم تحریر فرماتے ہیں:۔

غالبًا ناظرین کے لئے یہ معلوم کرنا بہت ہی دلچسپ اور مفید ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے اوقات شب و روز آج کل کس طرح گزرتے ہیں۔ حضرت اقدس خداتعالیٰ کی متواتر وحیوں کی وجہ سے جو آنے والی آفت زلزلہ کی خبریں دے رہی ہیں۔ بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذارتے ہیں۔ اور غالب علی امرہ خداتعالیٰ کی بے نیازی اور صمدیت پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہوئے اس کی حفاظت اور پناہ چاہتے ہیں۔ اور جس حال میں وہ وجود پاک جو اس زمانہ میں خداتعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت اور آئینہ ہے جو اس کی توحید کے قائم کرنے کے لئے مختص کیا گیا ہے باوجود ان وعدوں کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے کر رکھے ہیں اس قدر ترساں اور لرزاں ہے پھر ہم اگر بیباکی سے خدانخواستہ اپنے اوقات بسر کریں تو ہم سے زیادہ خطا کار کون ہوگا۔

۲۔ اعلیٰ حضرت دعا کے لئے ہمیشہ بیت الدعا الگ رکھتے ہیں۔ بلکہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ صحابہ بھی بیت الدعا رکھتے تھے۔ ہر شخص کو بیت الدعا رکھنا چاہئے جہاں وہ اوقات مقررہ پر کچھ وقت دعا میں گزارا کرے۔ باغ میں چلے جانے کے باعث آپ کے اس معمول دعا میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر بھی آپ نے ایک خاص چھولداری بیت الدعا بنانے کی غرض سے حال میں منگوائی ہے۔ جہاں آپ خصوصیت کے ساتھ اپنی جماعت کے لئے دعائیں کریں گے۔ اور ایک یہ بھی دعا آپ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت میں سے طاعون کو اٹھا دے۔

۳۔ پھر حضرت اقدس کے اوقات میں سے ایک حصہ اندرون خانہ میں تبلیغ اور انذار کا ہے۔ آپ حضرت اماں جان، اپنی اولاد اور دوسری عورتوں یا بچوں کو جو سمجھدار ہیں جن کو حضرت اقدس کے ہمراہ رہنے کا موقعہ حاصل ہے ہر روز تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی تازہ وحی یا کشف ہوتا ہے آپ سب سے اول گھر والوں کو سناتے اور مناسب موقع وعظ فرماتے ہیں۔

۴۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تصنیف میں وہ وقت گزرتا ہے جو مندرجہ بالا اوقات سے اور نمازوں کی ادائیگی سے بچتا ہے۔ اسی میں ضروریات روزمرہ بھی

باقی صفحہ نمبر 9پرملاحظہ فرمائیں

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت

(محمد سلطان ظفر ۔مسی ساگا ، کینیڈا)

حضرت رسول کریم ﷺ نے ابن مریم کے نزول ثانی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی کہ:

”...وَ يُفِيضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَه اَحَدٌ“

ترجمہ:... وہ مال بھی لُٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔...“

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم، بحوالہ حدیقۃ الصّالحین، صفحہ 899)

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے مندرجہ بالا حدیث کا یہ مطلب نکالا کہ آنے والا مسیح دنیاوی مال و دولت اور سونا چاندی لوگوں میں تقسیم کرے گا اور اتنا کرے گا کہ لوگوں کی مزید مال کی ہوس ختم ہوجائے گی اور وہ مزید دولت لینے سے انکار کردیں گے۔ اگر ایسی کسی صورتحال کو تصور کیا جائے تو معیشت کی تھوڑی بہت سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی کہہ اُٹھے گا کہ اتنی زیادہ دولت ہونے کے بعد تو اس کی قدر اتنی کم ہوجائے گی کہ ہوسکتا ہے کہ ایک روٹی خریدنے کے لئے کئی پونڈ خالص سونا دینا پڑ جائے۔ نیز عمومی انسانی فطرت یہی ہے کہ جیسے جیسے دولت کے انبار بڑھتے جاتے ہیں ویسے ویسے مزید مال کی طلب و حرص بڑھتی جاتی ہے۔ اور شاذ ہی کوئی مثال اس دنیا میں ملے کہ کسی شخص نے کہا ہو کہ اب میرے پاس اتنی زیادہ دولت اکٹھی ہوگئی ہے کہ اب میں مزید دولت، جو مجھے مفت مل رہی ہے، لینے سے انکار کرتا ہوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہم احمدیوں کو یہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی کہ مسیح کے خزانے سونے اور جواہر کی شکل میں نہ ڈھونڈیں بلکہ اس پیاری تعلیم میں تلاش کریں جو حدیث نبوی ﷺ اور قرآن کریم کی تشریح ہے۔ یہ وہ خزانے ہیں جن کو دنیاداروں نے لینے سے انکار کرکے، ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی 14 سوسال قبل کی گئی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئ مسیحیت کی سچائی کا کھلا ثبوت مہیا کردیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بیحد عنایت ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو... اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آکر اٹکا ہے، وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 59،60)

”اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 60)

تبلیغِ اسلام

دعوتِ الی اللہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں خود بھی یہ معلوم ہو کہ یہ پیغام کیا ہے۔ لوگوں کو پیغام الٰہی پہنچانے کے چار مراحل ہوسکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم، عام فہم انداز میں لوگوں تک پہنچائی جائے۔ اس تبلیغ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے سوالوں کے جواب مہیا کرنا دوسرا مرحلہ ہوتا ہے۔ جبکہ تیسرا مرحلہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دینا ہے۔ اور آخری مرحلہ میں اسلام احمدیت قبول کرنے والی سعید روحوں کی مزید تعلیم و تربیت کرنا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں ہمیں ان چاروں مراحل کو بخوبی سرانجام دینے کا بھرپور علم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، قرآنِ کریم کے خزانے، احادیث نبوی ﷺ کی تشریحات، مذہبی و فقہی مسائل کا حل انہی کتب میں مل سکتا ہے۔ اور کوئی ایک بھی اعتراض یا حملہ ایسا نہیں جو اسلام کی پیاری تعلیمات پر کیا گیا ہو اور اُس کا جواب آپؑ نے پوری طاقت سے نہ دیا ہو۔ اور اس معاملے میں آپؑ نے کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں بخشی۔ دہریت، عیسائیت، یہودیت، ہندوازم، آریہ سماج، سکھ ازم، اہلسنت، اہل تشیع اور اہلحدیث وغیرہ کی طرف سے حقیقی اسلام پر ہونے والے ہر ایک حملہ کو آپؑ نے اپنے تیز دھار قلم سے روک کر اسلام کو ایک بار پھر پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ کردیا۔ اور یہ قلمی جہاد، روحانی خزائن کے نام سے ہمارے پاس موجود ہے۔

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضرتِ مسیح موعودؑ کا دور قلمی جہاد کا دور ہونا چاہئے تھا۔ تذکرہ (مجموعہ الہامات و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام) میں صفحہ 408 پر اخبار ”الحکم“ مورخہ 17 جون 1901ء جلد 5، نمبر 22 کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام تحریر کیا گیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقارِ علی فرمایا“۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف کا آغاز اس وقت کیا جب آپ کو اندازہ ہوا کہ صرف مضامین لکھ کر اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک مستقل تصنیف ”براہین احمدیہ“ کا آغاز فرمایا۔ شروع میں اس عنوان سے پچاس کتب شائع کرنے پروگرام تھا مگر بوجوہ پانچ جلدیں شائع فرمائیں۔ اس کتاب کے پہلے دو حصے 1880ء میں شائع ہوئے جبکہ تیسرا، چوتھا اور پانچواں حصہ بالترتیب 1882، 1884 اور 1905 میں شائع ہوئے۔ (بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 50،52)

ان کتب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنِ کریم اور حضرت رسولِ کریم ﷺ کی صداقت کے ایسے شاندار دلائل دیئے کہ اپنے پرائے دنگ رہ گئے۔ اور جہاں مخالفین کے حواس باختہ ہوئے وہیں عاشقانِ اسلام نے سکھ کا سانس لیا۔

اس شاندار آغاز کے بعد آپ کے قلم سے دلائل و براہین کا وہ سمندر بہہ نکلا جس کے سامنے سب مخالفین خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ عیسائی، آریہ، سکھ، اور عرب دان آپ کے مقابلہ میں آئے اور شکست کا شکار ہوئے۔ اور کیوں نہ ہوتے جبکہ آپ کی پشت پر خدائے ذوالجلال کا اپنا ہاتھ تھا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ، قرآنِ کریم اور رسول کریم ﷺ کی سچائی میں ایسے عظیم الشان دلائل دیئے جن کا توڑ ناممکن تھا۔ لہذا آپ نے متعدد مواقع پر ان دلائل کو جھٹلانے والے کے لئے اپنی جائیداد اور لاکھوں روپے کے انعامات کا اعلان فرمایا مگر آج تک کسی مذہب، فرقے یا قوم کا کوئی فرد، باوجود کوشش کے، ایسا نہیں کرسکا اور نہ تا قیامت کرسکے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف کی تعداد 80 سے زائد ہے جبکہ لاتعداد مضامین اور اشتہار اس کے علاوہ ہیں۔ علاوہ ازیں بعض علماء ہند و عرب سے خط و کتابت بھی فرماتے رہے نیز آپ کے مناظرے تحریری شکل میں موجود ہیں۔ ان تمام اصناف کو اگر پڑھا جائے تو ایک واضح نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ان کا مصنف غیرت دینی اور تائید الٰہی رکھنے والا ہے۔ بے شمار خلقت صرف آپ کی کتابیں پڑھ کر حقیقی اسلام سے بہرہ مند ہوئی اور دین اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوگئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور اشتہارات اور مکتوبات ہماری تمام اصولی تشریحات اور ہمارے مخصوص نظریات کا ماخذ ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو احمدی ہماری کتابوں کو کم ازکم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں تم ایک گونہ تکبر پاؤ گے کیونکہ وہ میری طرف منسوب ہونے کے باوجود اپنے آپ کو میرے کلام سے جو خدا سے روشنی یافتہ ہے مستغنی سمجھتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کم ازکم تین بار پڑھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور بغیر تین بار پڑھے، کسی شخص کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ خود کو عالم سمجھے۔ یہ ایک تکبر ہوگا کہ آپؑ کی کتب تین بار پڑھے بغیر کوئی شخص خود کو عالم سمجھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں موجودہ زمانہ کی سہولتوں کا کوئی تصور تک بھی نہ تھا۔ آپ کی بے سروسامانی تو اس سے بھی ظاہر ہے کہ آپ کے پاس کوئی باقاعدہ لائبریری نہیں تھی۔ قادیان میں کاتب اور پریس کی سہولت بھی موجود نہ تھی۔ ابتدائی زمانے میں مضمون خود لکھ کر سفر کی مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے امرتسر یا بٹالہ جاکر مضمون کاتب تک پہنچاتے اور کاتب کی لکھی ہوئی کاپیوں کی خود ہی پروف ریڈنگ فرماتے۔

قرآنی پیش گوئیوں اور رسول اللہ ﷺ کی بیان فرمودہ علامات کی صداقت ثابت کرنے والے امام موعود کی آمد پر تمام غیر مذاہب والوں بلکہ روایتی مسلمانوں نے بھی آپ کی مخالفت کا ایک طوفان کھڑا کردیا۔ اس وجہ سے آپ کو انکے پھیلائے ہوئے غلط اعتراضات کے جواب دینے پڑے اور آپ کی بعض تصانیف میں مناظرہ کا رنگ آگیا تاہم آپ کا اصل میدان تو روحانی انقلاب برپا کرنا تھا اور اس مقصد کے لئے آپ کی تصانیف میں تفسیر قرآن اور عشق رسول ﷺ کا بے مثال رنگ پایا جاتا ہے۔ آپ کے علم کلام نے علمی میدان میں جماعت کو ایسا مقام دلا دیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دلیل و برہان میں جماعت ایک بلند مقام پر فائز ہوگئی۔

تائید الٰہی

تصنیفات کا یہ عظیم کام اگر دنیاوی مقصد کے لئے ہوتا تو بلا مبالغہ بیسیوں لوگوں کی مسلسل محنت درکار ہوتی۔ چونکہ روحانی خزائن کا کام دنیاوی نہ تھا بلکہ یہ ایک خالصتاً للّٰہی کام تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پیارے مسیح کی بھرپور مدد فرمائی۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی و الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔“

(سر الخلافہ صفحہ 6)

بعض دفعہ کوئی مضمون تحریر کرتے ہوئے آپؑ کے قلم مبارک میں وہ روانی آتی کہ آپ ایک دن میں سینکڑوں صفحات تحریر کردیتے۔ اور کئی دفعہ تو روحانی مضمون اس طرح آسمان سے اترتے کہ آپ خود حیران رہ جاتے۔ جب خطبہ الہامیہ آپ کی زبانِ مبارک سے جاری ہوا تو احباب نے اسے فوری طور پر ساتھ ساتھ تحریر کرلیا اور جب حضور علیہ السلام نے بعد ازاں اُسے پڑھا تو بے اختیار خدا کے حضور سربسجود ہوگئے۔

ان کتابوں کی اہمیت اور تیاری میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کردیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا ہے اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہوسکتے ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کردئے گئے۔“

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11،12)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

تفسیر قرآن

اللہ تعالیٰ نے حتمی شریعت، قرآن مجید ہمارے پیارے آقا و مولا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتاری۔ گزرتے وقت کے ساتھ، مسلمان اس حسین تعلیم سے دور ہوتے گئے اور ایک ایسا وقت بھی آگیا کہ لوگ قرآن کریم کو صرف قسمیں اٹھانے اور گھر کے ایک طاق میں رکھنے کے عادی ہو گئے۔ پھر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی عظیم کارنامہ تھا کہ آپ نے قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے کی اہمیت اجاگر کی۔ آپؑ نے قرآن کے گہرے مطالب اور پُرمعارف نکتے بیان کئے جس کے نتیجہ میں بے شمار روحیں اس چشمہ سے سیر ہوئیں اور بے شمار قوموں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پہچانا۔ آپ کی کتب کے ایک ایک لفظ کا منبع قرآن کریم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''پھر اس زمانہ کے لئے علوم قرآنیہ کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود کی ذات ہے۔ جس نے ...... کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی آکاس بیل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقعہ دیا (......) ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا اور اس کے پھل کھائے اور اس کے سائے کے نیچے بیٹھے۔ مبارک وہ جو قرآنی باغ کا باغبان بنا۔ مبارک وہ جس نے اسے پھر سے زندہ کیا اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کیا۔ مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اور خدا تعالیٰ کی طرف چلا گیا اس کا نام زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ج)

قرآن سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کو غور و فکر سے پڑھیں۔ اس کی اہمیت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے:

''... ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث نبوی کو سمجھنے کے لئے جو ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں کتب حضرت مسیح موعود کا بھی مطالعہ کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف پوری توجہ نہیں ہے جو کہ فکر کا مقام ہے۔''

(الفضل 29 اکتوبر 1977)

اسی سلسلہ میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم میں غوطہ خوری کے بعد علوم و معرفت کے بے بہا موتیوں کو نکالا اور ہمارے سامنے پیش کیا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ، 6 مارچ 1999)

نبی اکرم ﷺ کا اعلیٰ مقام

قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سب سے احسن رنگ میں ہمارے پیارے رسول ﷺ نے سمجھا اور اپنی زندگی کے ہر پہلو پر چسپاں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہر مسلمان کے لئے قرآن کریم پر عمل کی روشن مثال ہے۔

کچھ ناعاقبت اندیشوں اور مخالفین نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو، لوگوں کے سامنے غلط معنوں میں پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر بعض مخالفین نے رسول اللہ ﷺ پر الزام لگایا کہ آپؐ نے نعوذ باللہ تلوار کے زور پر اسلام کو فتح دی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور عظیم کارنامہ ہے کہ آپؑ نے اپنے آقا ﷺ پر ایسے لگائے تمام الزامات کو دور فرمایا۔ اور رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے ہر پُرنور پہلو کو بھرپور رعنائیوں کے ساتھ پیش کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، رسول کریم ﷺ کے عاشق صادق تھے اور آپ کے تمام اعمال سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق تھے۔ آپؑ کی تحریرات میں بھی سنت مبارک ﷺ اور احادیث مبارکہ کا تسلسل ملتا ہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات پر میں غور کرتا ہوں تو اس سے ملتی جلتی حدیثیں یاد آتی ہیں اور جب حدیثوں کو غور سے پڑھوں تو صاف سمجھ آجاتی ہے کہ یہ منبع تھا حضرت مسیح موعودؑ کی حکمت کا۔ وہ حدیثیں پڑھیں تو قرآن ان کا منبع نظر آتا ہے۔ غرض یہ کہ سلسلہ وار، بندوں سے بات شروع ہو کے خدا تک جا پہنچتی ہے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ، 6 مارچ 1999)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور کاملیتِ ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو سمجھنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ آپ کی کتب پڑھی جائیں۔ آپؑ کی کتب پڑھ کر ہی ہمیں اس تعلیم کا حقیقی معنوں میں اندازہ ہو سکتا ہے جو آپؑ نے ہمیں دی ہے۔ اس کی اہمیت حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مندرجہ ذیل الفاظ میں واضح فرماتے ہیں:

''اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا، صادق سمجھا، بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکتی، اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 314)

اس افادیت کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

''پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں جب تک کہ سلسلہ سے کماحقہ واقفیت نہ پیدا ہو۔''

(الفضل 19 جون 1917)

اسلام کا دوسرے مذاہب کے ساتھ تقابلی جائزہ

انگریز عیسائی پادریوں کا یہ خواب کہ بہت جلد پورا ہندوستان عیسائیت قبول کر لے گا، شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ کیونکہ ایک وجود اس طوفان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر ڈٹ گیا تھا۔ ہندو معاشرے میں رہتے ہوئے، حضورؑ نے بڑی بہادری کے ساتھ ہندوؤں کے اسلام پر حملوں کو روکا۔ ایک اور بڑے مذہب سکھ ازم میں پائی جانے والی خامیوں کی طرف توجہ دلائی اور یہ ثابت کیا کہ حضرت بابا گرونانک مسلمان تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند کتب کا ذکر ضروری ہے۔

آپ نے ''ازالہ اوہام'' دو حصوں میں شائع فرمائی جس میں آپ نے وفات مسیح اور اپنے دعویٰ کے بارہ میں پُرشوکت دلائل دیئے اور حیات مسیح کے نقصانات کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

19 جون 1897ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کے موقع پر آپ علیہ السلام نے ایک رسالہ ''تحفہ قیصریہ'' تحریر فرمایا۔ جس میں موجودہ مذہب عیسوی کو غلط اور اسلام کو صحیح مذہب ہونا ثابت کیا گیا۔ نیز ملکہ معظمہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔

1895ء میں ''ست بچن'' کی تصنیف ہوئی۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سفر ڈیرہ بابا نانک کی وجوہات اور گورو گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی وضاحت فرمائی ہے۔

1895ء میں ہی کتاب ''آریہ دھرم'' شائع ہوئی جس میں کثرت ازدواج، طلاق اور آریوں کے مسئلہ نیوگ کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔

آپ کی تصانیف کے ذکر میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا ذکر بہت اہم ہے۔ 26 تا 28 دسمبر 1896ء میں جلسہ مذاہب عالم منعقد ہوا جس میں آپؑ نے پانچ سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی تائید سے دلائل کے وہ انبار لگائے کہ آپ کا مضمون تمام مضمونوں سے بالا رہا۔ اس مضمون کو سنتے ہوئے سامعین پر ایک وجد طاری ہو گیا اور جلسہ کا ایک دن صرف اس مضمون کے لئے بڑھا دیا گیا۔ یہی مضون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔

احمدیت کا دوسرے مسلمان فرقوں کے ساتھ تقابلی جائزہ

مسلمانوں کا کون سا فرقہ ایسا تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اقدس پر حملہ نہیں کیا؟ یہ آپؑ کا قلم ہی تھا جس نے ایک ایک فرقہ کے اعتراضات کا جواب کماحقہ دیا۔

مختلف لوگوں کے اعتراضات و سوالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ نے 1882ء میں ایک کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' جس کا دوسرا نام ''دافع الوساوس'' بھی ہے، لکھی۔ یہ کتاب فروری 1883ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب بھی دلائل سے پُر ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کے دوران حضرت مسیح موعودؑ کو دو مرتبہ رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر فرمائی۔

(ضمیمہ کمالات اسلام ایڈیشن اول صفحہ 4)

ایک اشتہار کے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ جاہل قرار دیا تو آپؑ نے باری تعالیٰ کے حضور دعا کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں آپ کو عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھا دیئے۔ اور آپ نے عرب و عجم پر حجت قائم کرنے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ہم خیال مولویوں کے کبر کو توڑنے کے لئے عربی زبان میں 24 کے قریب کتب تحریر فرمائیں۔ (ماخذ حیات طیبہ، از حضرت شیخ عبدالقادر، صفحہ 135)

حق و راستی کی تعلیم

اس دنیا میں بے شمار علوم ہیں اور ہر مسلمان کے لئے فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ علوم کو سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔ علوم کو سیکھنے کے مرحلہ میں بے شمار مواقع ایسے بھی آتے ہیں جب انسانی دماغ اپنی محدود صلاحیتوں کی وجہ سے غلط نتیجہ نکال کر اپنے خدا تک سے انکاری ہو سکتا ہے اور بعض دفعہ ہو بھی جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ کتب ہمیں بھٹکنے اور الجھنے سے بچا لیتی ہیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 جون 2004 کو جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''... آپ ابھی سے قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنے کی عادت بنالیں۔ ایسے نکات نکالیں جو نئے

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ

☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515

SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

ہوں۔ اسکول میں آپ نے سائنس پڑھی ہے اس کی روشنی میں دیکھیں کہ ہم نے اسلام کی تشریح کیسے کرنی ہے۔ مگر ایسا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دئے ہوئے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کرنا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا پڑھنا ضروری ہے۔ نصاب کے طور پر تو آپ کچھ کتابیں پڑھتے ہی ہیں۔ نصاب کی کتب کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب بھی پڑھنی چاہئیں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ مطالعہ ختم ہو جاتا ہے یہ تو ہمیشہ زندگی بھر جاری رہتا ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 8جولائی 2004صفحہ 2)

تربیت

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت تربیتی پہلو سے بھی بہت زیادہ ہے۔ ان کتب کو پڑھ کر انسان محسوس کرتا ہے کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک معیت میں موجود ہے۔ اور یوں انسان کے اعمال بہتر سے بہتر ہوتے جاتے ہیں۔ اور انسانی کجیاں روز بروز دور ہوتی جاتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اگر آپ یہاں سے یہ عہد کر کے جائیں گے کہ ہم روزانہ پانچ صفحات حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے پڑھیں گے بلکہ میں پانچ کی شرط کو بھی چھوڑتا ہوں اگر آپ تین صفحات روزانہ پڑھنے کا بھی عہد کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تھوڑے عرصہ ہی میں آپ کے اند ایک عظیم انقلاب پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں گی۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 45)

اسی طرح حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جماعت کی تربیت کے لئے آج کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کے پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے۔ اتنا گہرا اثر رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود کے الفاظ اس طرح دل کی گہرائی سے نکل کر دل کی گہرائی تک ڈوبتے ہیں اور ایک ایسے صاحب تجربہ کا کلام ہے جس کی بات میں ادنیٰ بھی جھوٹ یا ریاء کی ملونی نہیں ہے۔ یہ بات جو کہتا ہے وہ سچی کہتا ہے۔ اس سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی اور کیا بات ہوسکتی ہے۔‘‘

(الفضل 19اپریل 1998)

علم ومعرفت میں اضافہ اور ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ

آج کے مشکل ترین دور میں جب مسلمان ہر طرف سے گھر چکے ہیں اور فرقہ پرستی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے تو کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو مسلمانوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکے سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔ بعض نام نہاد مسلمان علماء نے اپنی کتابوں میں اسلام کے پیارے اور دلکش چہرہ پر گرد ڈال کر اسے دھندلا دیا ہے۔ اور انہی علماء کی تحریرات کی وجہ سے سلمان رشدی جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم پر یہ بھی ایک عظیم احسان ہے کہ آپ نے اسلامی تعلیم کو صحیح رنگ میں پیش فرمایا۔ آپ نے جہاد، تعدد ازدواج ، حقوقِ نسواں، کاملیتِ مذہب، مکالمہ مخاطبہ، وحی والہام، ملائکۃ اللہ، جنت ودوزخ، بعث بعدالموت اور دوسرے بے شمار امور کے بارہ میں اعلیٰ ترین تشریحات فرمائیں اور ان کو اپنی کتب میں محفوظ کر کے ہمارے لئے عظیم خزانہ مہیا فرمادیا۔ آپؑ کے پیش کردہ نکات ومعارف کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔ اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت مکمل کی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی بھی اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا۔ کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہوجاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہوجاتا ہے۔ تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کے ذریعہ ہے۔‘‘

(’ملائکۃ اللہ‘ انوارالعلوم جلد 5صفحہ 560)

علمِ تاریخ کی درستگی

مخالفینِ اسلام نے ہمیشہ اسلامی تاریخ کو توڑ مروڑ کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک بہت بڑی اکثریت یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ اسلام کی اشاعت میں تعلیم سے زیادہ تلوار کا ہاتھ رہا ہے۔ اور یہ تاثر آج کل مزید قوت پاتا جارہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس محاذ پر بھی اپنے قلم سے دشمنوں کے دانت کھٹے کردئے ہیں۔ آپ نے نہ صرف ہمارے پیارے آقا ومولا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر ہونے والے ناپاک حملوں کو پسپا کیا بلکہ آپؐ کا روشن چہرہ پوری دنیا کو دکھانے کی سعادت حاصل کی۔

یہی نہیں بلکہ دوسرے جلیل القدر انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس ذاتوں پر لگائے جانے والے الزامات کو بھی دُور کیا۔ آپؑ نے مستند محقق کی حیثیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور تدفین کشمیر میں ثابت کی۔ اس تحقیق کے لئے آپ نے بہت محنت کی اور صحابہ کو خصوصی طور پر کشمیر بھیج کر اپنے دلائل کے حق میں تمام ثبوت مہیا کئے۔ نیز آپ نے سکھ مذہب کے بانی حضرت باباگرونانک رحمہ اللہ کی نسبت ثابت کیا کہ وہ مسلمان تھے۔ اس دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لئے آپ نے لمبے سفر بھی کئے اور بہت سی رقم بھی خرچ کی۔

وقت کا صحیح استعمال

وقت کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اس کے باوجود ہم میں سے ایک بڑی اکثریت اپنے قیمتی وقت سے کماحقہ فائدہ اٹھانے سے دور ہے۔ اپنے اس وقت کو جو ہم ضائع کردیتے ہیں، صحیح رنگ میں استعمال کرنے کا بہترین طریقہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تُو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اور ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہے اور آپ اسے ضائع کررہے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کی ناشکری کے مرتکب ہورہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم کررہے ہیں ضاور جو وقت آپ ضائع کررہے ہیں اس کا چوتھا حصہ بھی آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ میں خرچ کریں تو آپ دس بیس صفحات روزانہ پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ پانچ صفحات روزانہ بھی پڑھیں تو ایک ماہ میں آپ 150 اور سال میں 1800 صفحات پڑھ لیتے ہیں اور کہنے کو صرف پانچ صفحات روزانہ ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 45)

برائے طالبانِ حق

اگر یہ نیت ہو کہ قرآن اور حدیث وسنتِ نبوی ﷺ کا علم حاصل کرنا ہے، تو اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارا مدعا یہ ہونا چاہئے کہ ہماری دینی تالیفات جو، جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بری تعلیموں سے متاثر ہوکر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں۔ اور ہر وقت یہ امر ہمارے مدّنظر رہنا چاہئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلاتوقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔‘‘

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3صفحہ 27)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اہمیت اورضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے خطاب کرتے ہوئے جو نصیحت فرمائی، وہ آج بھی ہمارے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’پس آج آپ کو میری نصیحت یہی ہے اور یہ بڑی بنیادی اور اہم نصیحت ہے اور میں اسے باربار دہرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اس کے نتیجہ میں آپ شیطان کے بیسیوں حملوں سے محفوظ ہوجائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں آپ کی عزت ہوگی۔ اور آپ کی زندگی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ اور جب وہ وقت آئے گا کہ دنیا پکارے گی ہمیں استاد چاہئیں، ہمیں سکھانے والے چاہئیں تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہوگا کہ وہ استاد بن سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کا استاد بننے کی توفیق دے کہ ہم آپ کو ان راہوں پر چلائیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی آپ کو ملے۔‘‘ (آمین)

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 45)

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب کم از کم تین بار پڑھنے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈیلوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

Dubai Freehold

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعودؑ کی سخاوت

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹/مارچ ۲۰۰۴ء میں مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کے قلم سے حضرت مسیح موعودؑ کی سخاوت کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے جب بھی کسی سائل نے کوئی سوال کیا تو آپ نے ہمیشہ نہایت خوش دلی اور بشاشت کے ساتھ اس کی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اور کبھی اشارۃً یا کنایۃً بھی اس بات پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا کہ سائل مانگتا کیوں ہے۔

1905ء میں حضورؑ دہلی تشریف لے گئے تو ایک روز مزارات بزرگان پر جانے کا پروگرام بنا۔ کسی نے مزاروں پر فقیروں کا ذکر کیا کہ کہ ہٹے کٹے ہوتے ہیں اور حقیقتاً کوئی ضرورت بھیک مانگنے کی انہیں نہیں ہوتی۔ آپؑ نے یہ سن کر فرمایا: کوئی بات نہیں۔ ہم سب گداگروں کو دیں گے۔

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید نے حضرت مسیح موعودؑ کیلئے ایک نہایت قیمتی کوٹ جس پر خوبصورت کام ہوا تھا اور جس کے اندر اونی استر تھا، بطور تحفہ بھیجا۔ حضورؑ نے یہ کوٹ ایک دن زیب تن فرمایا تھا کہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل کی نظر اس پر پڑ گئی۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور یہ کوٹ مجھے عنایت فرمائیں، مجھے عدالت میں پیش ہونا ہوتا ہے۔ اس کوٹ کی برکت سے میں مقدمات میں کامیابی حاصل کرسکوں گا۔ حضور نے مسکرا کر اسی وقت یہ قیمتی جبہ انہیں دیدیا۔

ایک دفعہ حضور سیر کے بعد گھر تشریف لے جانے لگے تو کسی فقیر نے خیرات کی صدا دی۔ حضور کسی سے گفتگو میں مشغول تھے اس لئے فقیر کی آواز صاف نہ سن سکے اور اندر تشریف لے گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا کسی فقیر نے سوال کیا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے دوڑ دھوپ کر کے فقیر کو تلاش کر دیا۔ آپ نے اسے کچھ رقم دی۔ اور پھر گھر میں تشریف لے گئے۔

قادیان کے قریب سٹھیالی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں سے ایک فقیر آکر مسجد مبارک کی چھت کے نیچے آکر کھڑکی کے پاس آواز لگایا کرتا کہ غلام احمد روپیہ لینا ہے۔ اگر حضورؑ اُس کی آواز کو نہ سن پاتے تو وہ ہر تھوڑی دیر کے بعد آواز لگاتا جو اکثر لوگوں کو ناگوار لگتا اور اگر کوئی اس فقیر کو منع کرتا تو کہہ دیتا تھا کہ میں تمہارے پاس تو نہیں آیا۔ میں تو غلام احمد سے مانگتا ہوں۔ حضور کو جب معلوم ہوجاتا کہ کسی نے اسے کچھ کہا ہے تو حضور ناراض ہوتے اور فوراً باہر تشریف لاکر مسکرا کر فقیر کو روپیہ عنایت فرمادیتے تھے۔

ایک دن نماز عصر کے بعد آپ معمولاً اٹھے اور مسجد کی کھڑکی میں اندر جانے کیلئے پاؤں رکھا اتنے میں ایک سائل نے آہستہ سے کہا کہ حضور میں سوالی ہوں۔ حضور کو اس وقت ایک ضروری کام درپیش تھا اور کچھ اس سائل کی آواز دوسری آوازوں میں گھل مل گئی۔ حضور اندر چلے گئے۔ لیکن جب گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ تو فقیر کی دھیمی آواز پھر کان میں پڑی۔ اور خلیفہ نورالدین صاحب کو آواز دی کہ ایک سائل تھا۔ اسے دیکھو کہاں ہے؟ وہ سائل آپ کے گھر کے اندر تشریف لے جانے کے بعد چلا گیا تھا۔ خلیفہ صاحب نے بہت ڈھونڈا مگر پتہ نہ چلا۔ شام کو حسب عادت نماز پڑھ کر حضور خدام میں جلوہ افروز ہوئے تو وہی سائل آگیا اور سوال کیا۔ حضور نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیا اور ایسا معلوم ہوا کہ آپ ایسے خوش ہوئے ہیں کہ گویا کوئی بوجھ آپ کے اوپر سے اتر گیا ہے۔ چند دن بعد ایک تقریب میں حضور نے ذکر فرمایا "کہ اس دن جب وہ سائل نہ ملا۔ تو میرے دل پر بہت بوجھ ہوا اور سخت بے قرار رہا۔ اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں مجھ سے کوئی خطا تو سرزرد نہیں ہوئی کہ میں نے سائل کی طرف دھیان نہ کیا اور یوں جلدی اندر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ شام کو واپس آگیا۔ ورنہ خدا جانے میں کس اضطراب اور تکلیف میں رہتا۔ میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس لائے"۔

حضرت اماں جانؓ سے روایت ہے کہ حضورؑ صدقہ بہت دیا کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیا کرتے تھے کہ ہمیں بھی پتہ نہ لگتا تھا۔ آخری ایام میں جتنا روپیہ آتا تھا۔ اس کا دسواں حصہ صدقے کیلئے الگ رکھ دیا کرتے تھے اور اس میں سے دیتے رہتے تھے۔ ورنہ ویسے دینے کو تو اس سے زیادہ بھی دیتے تھے۔

قادیان میں نہال سنگھ نامی ایک سکھ احمدیوں کا دشمن تھا۔ اس نے جماعت کے اکابرین میں سے بعض کے خلاف فوجداری کے مقدمات بھی دائر کر رکھے تھے۔ انہی دنوں جب وہ اپنی مخالفت، گالی گلوچ میں مگن تھا تو اسے مشک کی ضرورت پڑی۔ مشک بہت قیمتی چیز ہے اور قادیان میں یہ کہیں سے بھی نہیں مل سکتی تھی۔ اُس کی ضرورت شدید تھی اس لئے وہ حضرت مسیح موعودؑ کے دروازہ پر گیا اور دستک دی۔ آپؑ باہر تشریف لائے تو اُس نے حضورؑ کی خدمت میں مشک کی درخواست کی۔ حضورؑ فوراً اندر تشریف لے گئے۔ اور خاصی مقدار میں مشک لاکر اس کے حوالہ کر دی۔ آپؑ نے نہ اس بات کی پرواہ کہ مانگنے والا دشمن ہے اور نہ اس بات کی پرواہ کی کہ مشک بہت قیمتی چیز ہے۔

ایک دفعہ ایک غیر احمدی مولوی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعودؑ سے بحث کرنے لگا۔ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو خاموش ہوگیا۔ حضورؑ نے اس سے دریافت کیا: مولوی صاحب! اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اُس نے جواب دیا "جی میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں کیونکہ دجال کی ایک یہ بھی صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کے منہ بند کردے گا"۔ حضور نے پھر کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ مولوی چلا گیا۔ امرتسر جاکر اس نے ایک اشتہار میں یہ واقعہ بیان کیا کہ میں نے یہ الفاظ کہے لیکن باوجود اس کے جب آپ اندر تشریف لے گئے۔ تو میں نے ایک رقعہ بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں۔ آپ نے فوراً پندرہ روپے بھیج دیئے۔ مولوی صاحب نے مزید لکھا میرزا صاحب بہت سخی شخص ہیں اور آپ کے منہ پر بھی آپ کو سخت الفاظ کہے جائیں تو برا نہیں مناتے۔

آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ خود اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی دوسروں کی مدد کردیا کرتے تھے اور اس میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ میرزا اسماعیل بیگ صاحب جنہوں نے بچپن سے حضورؑ کے آخری عہد زندگی تک خدمت کی تھی، کہتے ہیں کہ میں گھر سے ۷/روٹیاں لایا کرتا تھا۔ چار آپ کیلئے اور تین اپنے لئے۔ ان چار میں سے آپ کے حصہ میں ایک روٹی بھی نہیں آیا کرتی تھی۔ کھانے کے عین وقت پر عنایت بیگ آتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تھا۔ آپ ایک روٹی اور سالن کا کچھ حصہ اسے دیدیتے اور وہ وہیں بیٹھ کر کھالیتا تھا۔ پھر وہ چلا جاتا تو تھوڑی دیر بعد حسینا کشمیری آتا۔ ایک روٹی اور سالن کا کچھ حصہ اسے دیدیتے اور وہ وہیں بیٹھ کر کھالیتا اور چلا جاتا۔ پھر اس کے بعد جمال کشمیری آجاتا۔ ایک روٹی اور سالن کا کچھ حصہ اسے دیدیتے تھے۔ پھر حافظ معین الدین چلے آتے۔ انہیں بھی ایک روٹی سالن کا کچھ حصہ عنایت فرماتے اور اس طرح روٹیاں دوسروں کو کھلا کو خود تھوڑا سا بچا ہوا شوربہ پی لیتے۔ میں ہرچند اصرار کرتا مگر میری روٹی میں سے نہ کھاتے۔ میرے اصرار کرنے پر بھی گھر سے اَور روٹی اپنے لئے نہ منگواتے تھے۔ کبھی جب میں بہت ضد کرتا اور کہتا کہ اگر آپ میرے حصہ میں سے نہیں کھائیں گے تو میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ تو تھوڑی سی کھالیتے۔ ایسا ہی شام کو بھی ہوتا۔ البتہ شام کو ایک پیسے کے چنے منگوا کر کچھ آپ چبا لیتے۔ کچھ مجھے دیتے۔

حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کا ایک بھتیجا بدصحبت میں پڑنے کی وجہ سے آوارہ ہوگیا تھا اور فقیروں جیسا لباس پہن کر پھرا کرتا تھا۔ وہ کبھی کبھی قادیان بھی آنکلتا۔ اور حضرت مولوی صاحب سے مالی مدد لے لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب نے اس کے خراب چال چلن اور بار بار مانگنے سے تنگ آکر اسے کچھ دینے سے انکار کردیا تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کے دروازہ پر گیا۔ لوگوں نے اسے سمجھایا کہ میاں اگر تمہارے سگے چچا نے تمہاری مدد کرنے سے انکار کردیا تو بھلا حضور تمہاری مدد کیوں کرنے لگے۔ لیکن اس نے باصرار ایک رقعہ حضور کی خدمت میں اندر بھجودیا۔ جس میں لکھا کہ میرے چچا تو میری مدد کرنے سے انکاری ہیں اس لئے آپ کے دروازہ پر آیا ہوں۔ رقعہ میں اس نے ایک معقول معین رقم کا مطالبہ کیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اندر سے خادمہ اتنی ہی رقم لے کر سائل کو دے گئی۔

سید عبدالحی صاحب عرب نے جب شادی کی تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں اپنا مکان بنوانا چاہتا ہوں اس لئے میں فلاں جگہ جاتا ہوں وہ مالدار لوگ ہیں۔ میری ضرور مدد کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے، کوشش کردیکھو۔ کچھ عرصہ بعد وہ مایوس واپس لوٹے اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مالداروں نے تو کوئی مدد نہ کی۔ آپؑ نے سن کر فرمایا: میاں عبدالحی صاحب! پریشان نہ ہوں آپکا مکان ہم بنوادیں گے۔ اور دوسرے دن عرب صاحب کو پانچ سو روپیہ بھجوادیا۔ جس سے انہوں نے اپنا مکان بنوالیا۔

حضورؑ عام طور پر خفیہ طریقوں سے مدد کرتے تھے اور خاص خیال رکھتے تھے کہ سائل کی عزت نفس مجروح نہ ہونے پائے۔ ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کا ایک مرید مالی تنگی کا شکار ہے آپ نے پچیس روپے ایک پوٹلی میں باندھے اور اس مرید کے گھر تشریف لے گئے۔ مرید خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا کہ حضور یعنی اس کے آقا اس کے گھر آئے ہیں۔ حضور نے اس کے حالات دریافت فرمائے اور پوچھا کہ کتنی تنخواہ ملتی ہے اس نے بتایا 8روپے ماہوار۔ آپ نے اسے نصیحت فرمائی کہ تھوڑے پر بھی خدا کا شکر کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بہت دینے والا ہے۔ پھر آپ واپس جانے کیلئے اٹھے تو چپکے سے وہ پوٹلی جس میں 25روپے باندھ رکھے تھے۔ اس کی چارپائی پر رکھ دی۔ حضور کے چلے جانے کے بعد جب اس نے پوٹلی دیکھی تو دوڑا دوڑا حضور کے پاس پہنچا اور کہا: حضور آپ یہ پوٹلی بھول گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں بھول کر نہیں آیا۔ یہ تمہارے لئے ہیں۔ رکھ لو۔ بعد میں آپ اس شخص کی متواتر مالی مدد فرماتے رہے۔

رسالہ "المصلح" کراچی کے یکم ستمبر ۲۰۰۴ء کے شمارہ میں شائع ہونے والی مکرم محمود الحسن صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تو جلوہ گر ہے اذنِ تماشا بھی دے مجھے
میں بے بصر ہوں دیدۂ بینا بھی دے مجھے
جس سے مہک اٹھے مرا گلدستۂ حیات
میرے حبیبؐ وہ گلِ رعنا بھی دے مجھے
صحرا ہے جس کی جست کا ارماں لئے ہوئے
اب وہ غزلِ دشتِ تمنا بھی دے مجھے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday , March 18, 2005 | Issue No. 11

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی توجہ مسیح موعودؑ کے مرکز ہند پر

حضرت ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (وفات ۹۱۵ء مدفن مکہ معظّمہ) اپنے عہد میں فنِ حدیث کے لاثانی امام تھے۔آپ نے اپنی کتاب میں حضرت ثوبانؓ کی روایت سے یہ حدیث ریکارڈ کی ہے کہ ہندوستان میں ایک جماعت جہاد کرے گی اور ایک جماعت مسیح موعود کے ساتھ ہوگی۔ حضرت امام نے یہ حدیث ’’باب غزوۃ الہند‘‘ کے زیرعنوان درج فرمائی ہے جس سے بالبداہت نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح موعود کا ظہور ہندوستان میں ہی مقدر تھا۔

اہل اللہ میں سے حضرت ابنِ عربی نے ’’فتوحات مکیہ‘‘ میں اور مولانا روم نے ’’منطق الطیر‘‘ میں اسی حدیث کی روشنی میں مہدی و مسیح کو ہندی ہی قرار دیا ہے۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ مولوی محمد اکرام اعوان صاحب منارہ ضلع چکوال کو جنہوں نے اس حدیث کے ایک اور مخفی اور سربستہ راز کو بے نقاب فرمایا ہے جو آپ ہی کے قلم سے قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش ہے:۔

’’قرآن میں آتا ہے کہ جنت میں پہلوں پہلوں میں سے تو فوجوں کی فوجیں جائیں گی اعلیٰ جنتوں میں۔ اور پچھلوں میں سے ﴿قَلِیْلٌ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ﴾ تھوڑے تھوڑے لوگ ہوں گے۔ اُن تھوڑوں میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جو غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے یہ سارے ہی بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اور جب اس کی اتنی برکت ارشاد فرمائی تو اپنی ذاتِ والا صفات ﷺ کو اُس میں شمار فرما کر اُسے غزوہ قرار دیا کہ جتنے سچے قلب وہاں شامل ہوں گے، جتنی منور روحیں وہاں شامل ہوں گی، اُن میں انوارات و برکات تو محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی ہوں گے۔ وہ مظہر جمال تو محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ہوں گی اور آپ ﷺ کی توجہ عالی اس میں اس قدر شامل ہوگی کہ گویا بنفسِ نفیس شریک ہیں۔ اس لئے اُسے غزوہ قرار دیا۔‘‘

(’’المرشد‘‘ لاہور اگست ۲۰۰۴ء صفحہ ۴۷)

اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں:۔

’’یہ عجیب بات ہے کہ اس مقابلے اور اس جنگ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوہ کا نام دیا ہے۔ غزوۃ الہند۔ حالانکہ عہد نبوی ﷺ میں جتنی جنگیں ہوئیں جن میں حضور علیہ السلام بنفسِ نفیس شریک ہوئے انہیں غزوہ کہتے ہیں اور عہد نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے حکم پر جہاد ہوا لیکن آپ ﷺ بنفسِ نفیس تشریف نہیں لے گئے، کسی صحابی کو کسی خادم کو ذمہ دار بنا کر بھیج دیا تو اُسے سریّہ کہتے ہیں۔ اُسے غزوہ نہیں کہتے۔ چنانچہ غزوات و سرایہ کی جداگانہ فہرست اور تاریخ موجود ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۴۶)

اس لطیف نکتہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ کا مرکز قطعی طور پر ہندوستان ہی تسلیم کرنا پڑتا ہے جس پر خدا کی فعلی شہادت نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی حقانیت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

دربارِ حضرت احدیت کے روحانی وائسرائے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مبارک کے پہلے جلسہ سالانہ پر ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء کو مسجد نور میں ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’تم خوب یاد رکھو کہ سیاست میں پڑنے اور اس کی طرف توجہ کرنے سے سلسلہ احمدیہ نہیں بڑھ سکتا اور ہم میں سے جو کوئی اوروں کے ساتھ مل کر سیاست میں پڑے گا وہ بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف جاتا ہے اس کو وہ بھی نہیں ملتی۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کے قرب کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو وہ دنیا طلبی میں تمہیں نہیں ملے گا بلکہ خدا طلبی میں ملے گا۔ خدا نے ہمارے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور وہ انسان جس کو آنحضرت ﷺ نے سلام بھیجا اور جس کے ملنے کی توقع کرتے کرتے کئی بڑے بڑے بزرگ گزر گئے وہ خدا نے ہم میں پیدا کیا پھر اس کے ماننے کی ہمیں توفیق دی۔ پھر ماننے ہی کی توفیق نہیں دی بلکہ اس سلسلہ کی خدمت کرنے کی بھی توفیق دی ہے۔ **پس تم خدا تعالیٰ کے دربار کے وائسرائے اور لیفٹیننٹ گورنر ہو۔ تمہیں دنیا کے کسی درجہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مسیح موعودؑ کا خادم آنحضرت ﷺ کا خادم ہے اور آنحضرت ﷺ کا خادم خدا تعالیٰ کا خادم ہے۔ اس لئے تمہارے نام خدا تعالیٰ کے خادموں میں لکھے گئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر انسان کو اور کیا فخر مل سکتا ہے؟**

ایک صحابی کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں تمہیں سورہ فاتحہ یاد کراؤں اس نے عرض کی یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ کو یہ فرمایا ہے۔ آپ نے کہا: ہاں تمہارا نام لے کر فرمایا ہے۔ **یہ سنتے ہی وہ زور سے رونے لگ گیا کہ کیا میری بھی اتنی حیثیت ہے کہ خدا تعالیٰ میرا نام لے۔** ہم پر خدا تعالیٰ کے کتنے احسانات اور اس کی کس قدر نعمتیں ہیں کہ ہمیں اس نے یاد کیا ہے۔ دنیا میں اگر کسی کو کوئی چھوٹا افسر بھی بلاتا ہے تو وہ پھولا نہیں سماتا۔ لیکن افسوس اور صد افسوس اس پر جس کو خدا تعالیٰ بلائے اور وہ اس بلانے کی قدر نہ کرے۔ تم کو خدا نے بلایا ہے۔ دنیا کے بادشاہ اور افسر تمہیں وہ نہیں دے سکتے جو خدا تعالیٰ دے سکتا ہے۔ اس لئے تم اس کے بلانے پر دوڑتے اور شکر بجا لاتے ہوئے جاؤ۔ دنیا کے مال و متاع، ناز و نعمت کے لحاظ سے اَور لوگ تم سے زیادہ اور بہت زیادہ ہیں۔ مگر دین کے خزانے صرف تمہارے ہی پاس ہیں۔ اُن کے پاس نہیں ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی خدمت کے نصیب ہوتے ہوئے اور کیا چاہتے ہو۔ اور اسی میں لگے رہو اور دنیا کی اَیجیٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کر دو اور تم شیطان کے مقابلہ پر اَیجیٹیشن کرو‘‘۔

(انوار العلوم جلد دوم صفحہ ۳۰۳۔۳۰۴)

1914ء کا یہ یادگار جلسہ سالانہ 25 تا 29 دسمبر تک مسجد نور قادیان میں انعقاد پذیر ہوا جو منکرین خلافت کی سرتوڑ کوششوں اور فتنہ پردازی کے باوجود ہر لحاظ سے کامیاب ہوا اور اپنے اثرات کے اعتبار سے سنگِ میل ثابت ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمان ایک بار پھر کمال آب و تاب سے پورا ہوا کہ ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبہء زار و نزار

❁❁❁❁❁

حضرت خان محمد یحییٰ خان صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ سخت سردی پڑی جس سے ڈھاب کا پانی بھی جمنے لگا۔ ان ایام میں مَیں گرم علاقہ کے رہنے والا ہونے کے باعث سردی زیادہ محسوس کرتا تھا۔ اور بورڈنگ میں تقریباً سب لڑکوں سے چھوٹا تھا۔ فجر کی نماز کے لئے جانے میں بھی سردی محسوس کرتا تھا۔ حضورؑ سے غالباً ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے، سابق مہر سنگھ نے ذکر کیا ہوگا۔ انہوں نے ایک دن میرے پاس آکر کہا کہ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ اس چھوٹے بچے کو سردی میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے اسے مسجد میں نماز فجر کے لئے نہ لے جایا کرو۔ اس دن سے مجھے فجر کی نماز سردیوں بھر بورڈنگ میں ادا کرنے کا حکم مل گیا۔ (الحکم قادیان جلد 44 نمبر 20 تا 23۔ اگست 1942ء)

لجنہ اماء اللہ آسٹریا کے تیسرے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: روبینہ کوثر۔ جنرل سیکرٹری لجنہ آسٹریا)

مورخہ 19 دسمبر بروز اتوار لجنہ اماء اللہ آسٹریا کو اپنا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پروگرام کے مطابق پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ امبر ماجد صاحبہ نے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی اور بینش حسین نے جرمن ترجمہ پیش کیا۔ حدیث نبویؐ ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ محترمہ صدف وہاب صاحبہ نے پیش کی۔ نظم اور عہد کے بعد صدر لجنہ محترمہ رضوانہ شفیق صاحبہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں ممبرات کو مفید نصائح سے نوازا۔

بعد ازاں علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ مقابلہ حُسن قرأت، مقابلہ حفظ قرآن، نظم اور تقریری مقابلہ جات کے اختتام پر پہلے اجلاس کی کارروائی برخاست ہوئی۔ وقفہ نماز ظہر و عصر کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ صدف وہاب صاحبہ نے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی اس کے بعد بقیّہ علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس اجتماع میں لجنہ کی حاضری 90 فیصد رہی۔ اس موقع پر محترمہ امۃ القدوس صاحبہ سوئٹزرلینڈ سے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے موجود تھیں۔ انہوں نے اجتماع میں لجنہ کی شرکت اور تمام ممبرات کی علمی مقابلہ جات میں دلچسپی کو سراہا اور تربیت کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

آخر میں تقسیم انعامات اور دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شرکاء کو اجتماع کی برکات سے بھرپور حصّہ دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

❁❁❁❁❁